ذکر صحیح مقام نور محمد
کرہ ارض اور سمندر سات
درود شریف کی فضیلت
صفحہ ۶۵-۶۷-۷۰

قابل فہم

۷۸۶

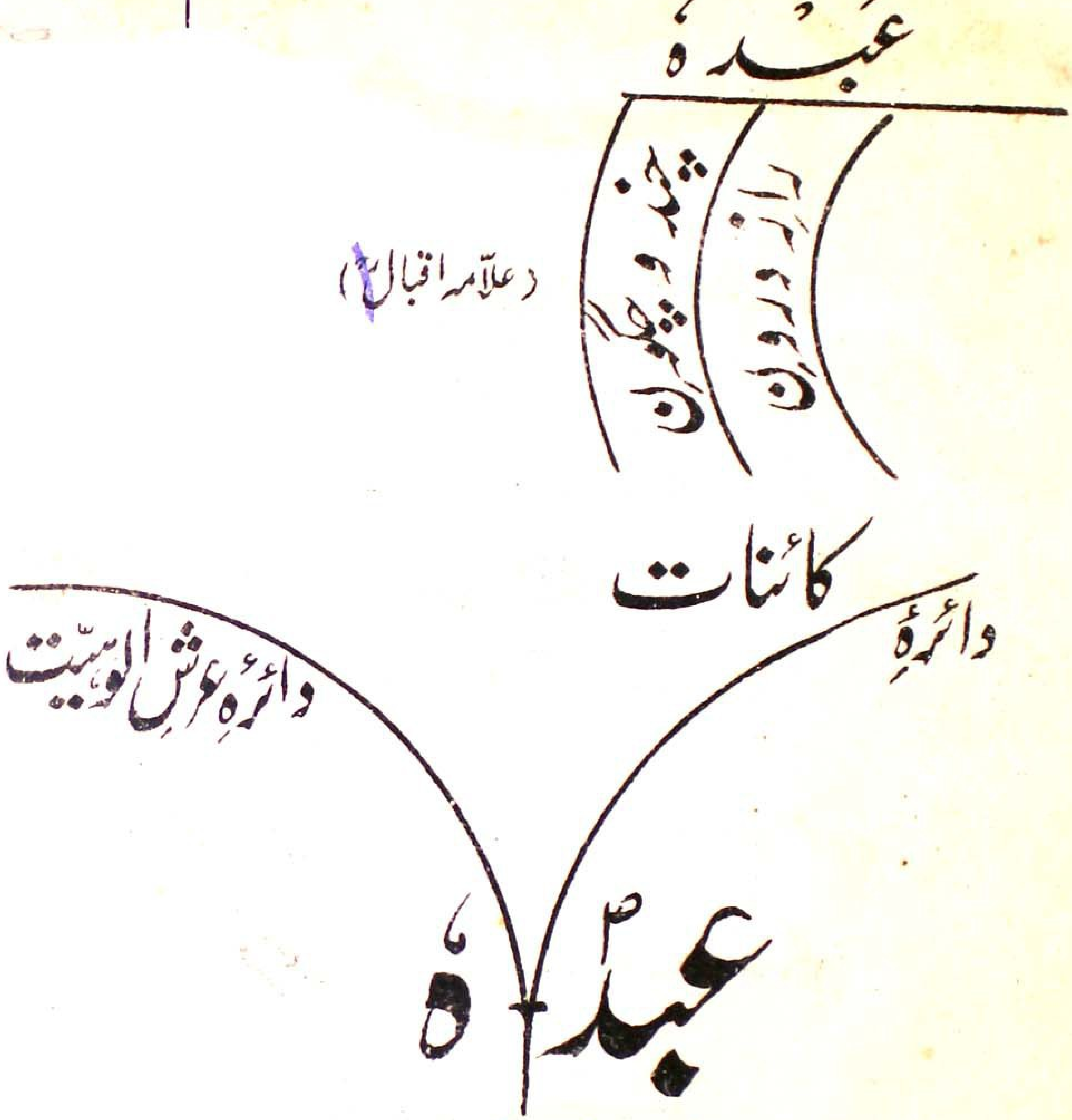

عبدہٗ

مُصنّفہ

انور علی شاہ انور ہاشمی۔ قلعہ مسیتا

منڈی مُرید کے ضلع شیخوپورہ (مغربی پاکستان)

Marfat.com

58529

جملہ حقوق تصنیف و طباعت ترجمہ بحق مصنف
محفوظ ہیں

طبع اوّل   جولائی سنہ ۱۹۵۶ء   ایک ہزار

قیمت مجلّد ۳ — ۸ — ۰

" غیر مجلد ۲ — ۸ — ۰

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	ا تا	۱۳	حضورِ پاک کی فضیلت	۱۷
۲	نسب اور نسبت		۱۴	روحِ کائنات	۲۲
۳	نذرِ عقیدت	۱	۱۵	قابَ قوسین	۲۹
۴	پیشِ لفظ	۲	۱۶	اَللّٰہُ نورُ السّمٰوٰتِ والارض	۴۰
۵	رباعی	۴	۱۷	آسمان	۴۷
۶	تحفۂ قرآن	۵	۱۸	زمین	۴۹
۷	غیبی تصدیق	۶	۱۹	موجودات کی قسمیں	۵۱
۸	خدا و رسول	۸	۲۰	تقلید	۵۷
۹	تعارف	۹	۲۱	نور سے فیضیابی	۶۱
۱۰	حمد	۱۰	۲۲	نورِ جان یا روح	۶۳
۱۱	نعت	۱۱	۲۳	روشن دلی	۶۷
۱۲	مقبول بندوں کے درجات	۱۲	۲۴	نویدِ ہدایت	۶۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۵	دُرود شریف	۷۰
۲۶	شریعت اور طریقت	۷۲
۲۷	انسانی زندگی	۷۳
۲۸	محاسبہ	۷۸
۲۹	بیعت	۷۹
۳۰	تقدیر	۸۸
۳۱	غیبی امداد	۹۰
۳۲	ارشاد ھُو	۹۲
۳۳	عمل	۹۳
۳۴	کاروبار	۹۴
۳۵	جرم و سزا	۹۸
۳۶	عبادت	۹۹
۳۷	نماز	۱۰۰
۳۸	نماز کی حالتیں	۱۰۲
۳۹	روزہ	۱۰۳
۴۰	زکوٰۃ	۱۰۶
۴۱	حج	۱۰۸
۴۲	جہاد	۱۱۰
۴۳	قربانی	۱۱۲
۴۴	کھیل	۱۱۵
۴۵	قُربِ قیامت	۱۱۷
۴۶	کھیل ختم	۱۲۷
۴۷	دَعوتِ اسلام	۱۲۹
۴۸	اظہارِ حقیقت	۱۳۵
۴۹	خیام و اقبال	۱۳۷

Marfat.com

دیباچہ

پیر انور علی شاہ ہاشمی پاکیزہ سیرت اور نورانی صورت کے بزرگ ہیں۔ پچھلے برس انہوں نے ذکر کیا کہ وہ عبداللہ نام ایک دینی کتاب تالیف فرما رہے ہیں۔ میں نے کتاب میں دلچسپی لی اور اس کا کچھ حصہ سنا۔ جو روحانی کیف اور حظ حاصل ہوا بیان سے باہر ہے۔ بہرحال اس کتاب پر رائے زنی تو وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو ماہر علوم دینی ہونے کے علاوہ صاحب دل بھی ہوں مجھے کتاب میں دلچسپی اس لئے ہے کہ یہ کتاب ایک منفرد تاریخی خاندان کے بزرگ کی تالیف ہے۔ خانوادۂ جلیلہ صدیوں سے علوم ظاہری و باطنی میں ممتاز چلا آرہا ہے اور ہر زمانے میں اس کا کوئی نہ کوئی فرد ضرور صاحب تصنیف گزرا ہے۔ اس خاندان کی تمام و کمال تاریخ محفوظ ہے۔ اس خاندان کے ایک بزرگ مخدوم غلام دستگیر نامی نے اس زمانے میں متعدد کتب تالیف کی ہیں اور اب ان کے ایک یک جدی بھائی انور علی شاہ ہاشمی اس میدان میں گامزن ہوئے ہیں

تذکرۂ خاندان

خانوادہ جلیلہ ایک مقتدر ہاشمی خاندان ہے۔ ان کا شجرۂ نسب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم سے ملتا ہے۔ ابوسفیان کی اولاد سے ایک بزرگ ابوالحسن علی ہنکاری تھے جو حضرت میراں محی الدین غوث الاعظم کے مرشد شیخ ابوسعید مبارک مخزمی کے مرشد تھے۔

Marfat.com

بعد ازاں اس خاندان کے ایک مقتدر بزرگ خطۂ سیستان میں اقامت گزین ہوئے۔ اور نجابتِ خاندانی اور شرافتِ شخصی کے سبب مرجع انام بن گئے۔ ان کے فرزند شیخ بوعلی خطۂ کیچ مکران میں گئے۔ یہاں لوگوں نے انہیں اپنا سردار بنا کر اپنے ظالم حاکم سے جنگ کی اور کامیابی کے بعد انہیں اپنا بادشاہ بنا لیا۔ چند پشت تک کیچ مکران میں یہ خاندان صاحب اقتدار و اختیار رہا۔

چھٹی صدی عیسوی کے آخری رُبع کے قریب سید احمد توختہ ترمذی نام ایک بزرگ ہندوستان جاتے ہوئے کیچ مکران سے گزرے اور خانوادہ جلیلہ کے ایک شہزادہ بہاء الدین سے ان کی ایک صاحبزادی بی بی حاج علیہ الرحمہ کی شادی ہو گئی۔ سید احمد توختہ بعد ازاں رونق افروز لاہور ہوئے اور یہاں خانقاہ قائم کر کے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ ۶۰۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور مزار اندرون اکبری دروازہ محلہ چلہ بیبیاں میں ہے۔

سلطان بہاء الدین کے فرزند حمید الدین حاکم نے تختِ حکومت کو چھوڑ کر درویشی اختیار کی۔ مزار آپ کا قصبہ مومبارک (بہاولپور ڈویژن میں ہے)

شیخ عبد الجلیل حمید الدین حاکم کی اولاد سے تھے۔ لودھیوں کے دور میں رونق افروز لاہور ہوئے اور یہاں طرح اقامت ڈالی۔ شیخ کاکو لاہوری کے بعد درجہ قطبیت پر فائز ہوئے۔ ۹۱۰ھ میں ان کا وصال ہوا۔ اور مزار میکلوڈ روڈ پر قلعہ گوجر سنگھ کے قریب مرجع انام ہے۔

اٹھارہویں صدی کے آخر میں مراد شاہ نام ایک فاضل بزرگ اس خاندان میں پیدا ہوئے۔ جن کی کتابیں مراد العاشقین۔ مراد المحبین۔ نامۂ مراد اور دیوان اردو وغیرہ اب تک

Marfat.com

موجود ہیں۔ ۱۲۲۵ھ میں آپ واصل بحق ہوئے اور مزار گوہربار موضع مردانہ (ضلع شیخوپورہ) میں مہتا سوجانام ریلوے سٹیشن کے متصل واقع ہے۔

اور آپ اُن ارباب علم میں سے ہیں جنہوں نے اپنی تحریروں میں پہلے پہل لفظ "اُردو" کو زبان کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

مصنّف پیر انور شاہ بن پیر گنج بخش بن محمد شاہ بن نبی بخش اسی خانوادہ عالیہ کے چشم و چراغ ہیں۔ پیر نبی بخش کے پردادا پیر ابوالحسن ثانی تھے۔ جن کے مورث اعلےٰ چھٹی پشت میں حضرت جوہر شاہ بندگی عبدالجلیل تھے۔

پیر انور علی شاہ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۳ھ میں ملک پور میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں اب ضلع شیخوپورہ میں ہے لیکن اُس وقت شیخوپورے کا علیحدہ ضلع نہ تھا اور یہ گاؤں ضلع سیالکوٹ کی تحصیل رعیہ میں تھا۔

۱۹۱۵ء میں ان کے والد اور بڑے بھائی اشرف علی فوت ہو گئے جس سے خاندان کی کفالت کا بوجھ آپ پر آن پڑا۔ اور آپ کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

بہرحال ۱۹۱۶ء میں نارمل ... اور ۱۹۱۸ء میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے سینیئر ورنیکلر کا امتحان پاس کیا۔ جہاں آپ کو شمس العلماء میر احمد رضوانی علم لسانیات اور لالہ سوہن لال اُستادِ جغرافیہ جیسے مقتدر اساتذہ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کرنے کا موقعہ ملا۔

۱۹۱۸ء سے لے کر ۱۹۴۰ء تک پیر انور علی شاہ مختلف مدرسوں میں پڑھاتے رہے ۱۹۴۰ء میں ملازمت چھوڑ کر اپنی زمینداری کے معاملات کی طرف متوجہ ہوئے۔

Marfat.com

۱۹۲۱ء میں ان کی شادی اِن کے یک جدّی بزرگ حضرت پیر اشرف عالم شاہ صاحب جاگیردار و رئیس اعظم رتہ پیراں و سجادہ نشین درگاہِ حضرت قطب العالم عبد الجلیل کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سے ہوئی۔ پیر صاحب موصوف بڑے وضع دار مخیّر اور نیک دل بزرگ تھے ۱۹۳۲ء میں ان کا وصال ہُوا۔ اُن کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لیئے ان کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد ۱۹۳۶ء میں ان کی تمام جائداد ان کی صاحبزادیوں میں تقسیم کر دی گئی۔ انور علی شاہ صاحب کی زوجہ محترمہ کو قلعہ مسیتا متصل مُرید کے رتہ پیراں اور موضع رتیاں تینوں گاؤں کا کافی حصّہ ملا۔ اس زرعی زمین کے انصرام کی خاطر ۱۹۳۶ء سے وہ قلعہ مسیتا شاہ متصل مرید کے میں سکونت پذیر ہیں۔ پیر اشرف عالم مرحوم کے سجّادہ نشین پیر افضل شاہ خلف الرشید نامی مقرر ہوئے۔

انور علی شاہ کے دو فرزند اور ایک صاحبزادی ہیں۔ دونوں فرزند عبد الغفور شاہ اور نعیم اظہر شاہ اپنے کارخانہ انور رائیس مل (ANWER RICE MILL) کا کام سنبھالے ہوئے ہیں۔

شعر و شاعری

خانوادۂ جلیلہ کی روایات میں شعر و شاعری کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ چنانچہ انور علی شاہ کو بھی اس کا بچپن سے شوق تھا۔ ان کے عنفوانِ شباب کے زمانے میں بلقان اور طرابلس کے واقعات نے اور اس کے بعد خلافت اور آزادئ وطن کی تحریکوں نے ہندوستانی نوجوانوں میں بیداری پیدا کر دی تھی۔ "زمیندار" کی تحریروں اور مولانا ظفر علی خاں کی تقریروں نے ان کی کایا پلٹ دی۔ انور علی شاہ بھی ان حالات سے متاثر ہوئے اور قومی نظمیں لکھنے لگے۔ وجاہت حسین جھنجھانوی مدیر "آفتاب" و زمیندار سے ان کا تعارف اِن کے عم زاد بھائی اور ہم زلف افتخار احمد صاحب (برادر نامی)

Marfat.com

کاتب اخبار نے کرایا۔ انور علی شاہ نے شروع شروع میں انہیں کلام دکھایا۔ بعد ازاں وزیر علی صاحب حامی مرحوم (برادرِ کلانِ نامی) نے ان کے اشعار دیکھے تو انہیں اپنے دوست میاں عبد المجید صاحب آزل کے پاس لے گئے اور انور علی اُن سے اصلاح لینے لگے۔ اس اعتبار سے شاعری میں آزل ان کے اُستاد ہیں۔ حامی مرحوم۔ نامی صاحب اور آزل صاحب داغ دہلوی کے شاگرد ہیں۔

ذیل میں انور علی صاحب کی شاعری کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱)

مصطفٰے کمال پاشا کی کامیابی پر ہلال عید کے زیرِ عنوان ایک نظم لکھی جو ۔۔۔ "مدینہ" بجنور میں شائع ہوئی ؎

طلوعِ حُسن ہوا ہے قریب شام مرا
بُلند مہر سے بھی ہے بُہت مقام مرا
ہلال احمرِ ثانی ہوں آسماں پہ بُلند
سلامِ عید ہے اے دوستو سلام مرا
بھر کمال زوال و بھر زوال کمال
دلیل عام ہے اِس بات پر نظام مرا
عروج ہو مرا یا رب نصیب یارِ عزیز
زوالِ دشمن دیں ہو زوالِ تام مرا

Marfat.com

دس ہزار کی ضمانت طلب ہونے پر "زمیندار" بند ہوگیا تو "آفتاب" نے اس کی جگہ لی۔ ان دونوں اخباروں میں ان کی متعدد نظمیں شائع ہوئیں۔ آفتاب میں شائع شدہ ایک نظم کے اشعار ملاحظہ ہوں ؎

مسلمانوں تمہاری ہستیوں سے پھر ہے کیا حاصل
اماکن پر تمہاری زندگی میں جب خطر آئے
فرشتے بن کے آئے ہیں مدد کو دینِ احمد کی
محمد، شوکت و باری و آزاد و ظفر آئے

اس دور میں اکبر الہ آبادی کا رنگ بہت مقبول ہوا۔ علامہ اقبال تک نے اس میں خامہ فرسائی کی۔ اس طرز میں انور علی شاہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جو "آفتاب" لاہور میں چھپے ؎

دکھا دکھا کے کرشمے وہ اپنے جوبن کے
لبھائے لیتے ہیں عاشق کے دل کو بن ٹھن کے
محال منزلِ مقصود تک ہوا جانا
خراب ہو گئے پرزے تمام انجن کے
انہیں ہو گردشِ گردوں سے کیا خطر انور
اُمیدوار کرم ہیں جو ربِّ ذوالمن کے

رسالہ "تصوف" میں ۱۹۲۳ء میں ان کی ایک نعت شائع ہوئی۔ جو درج کتاب ہے اور جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ع

Marfat.com

باد صبا بروبہ درود و سلام ما

دورانِ ملازمت میں سنہ ۱۹۲۵-۲۶ء میں اُنھوں نے ایگریکلچر کالج لائل پور میں زراعتی تعلیم کی ٹریننگ کے سلسلہ میں ایک سال گزارا۔ وہاں آپ ادبی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ ایک بار کالج کے قدیم طلبہ کا جلسہ ہوا۔ جس کے مشاعرے کی صدارت میاں افضل حسین صاحب (حال وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی) نے جو اس وقت وہاں (انٹو مولوجسٹ (ENTOMOLOGIST) کے عہدے پر فائز تھے۔ فرمائی۔ اس بزم مشاعرہ میں انور علی شاہ نے "لنڈا بیل"[1] کے زیرِ عنوان ایک مزاحیہ نظم پڑھی جو بہت مقبول ہوئی اور جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ؎

ہو لنڈا بیل۔ ہل ہو پریکٹس کا کھیت ہو
اور وہ گرے تو اُس کو سنبھالا کرے کوئی
کٹ جائے ناک بھی تو نہ اُٹھنے کا نام لے
سو بار لاٹھیوں سے تو پیٹا کرے کوئی
کاٹھے پہ بازی لے گیا سرکنڈے کا پسر

---

[1] لائل پور زراعتی کالج میں اُس زمانے میں ایک لنڈا بیل تھا۔ جب طلبہ ہل چلانے کی مشق کے لئے اسے جوتتے تو بیٹھ جاتا اور پیٹنے پر بھی نہ اُٹھتا۔ لیکن جب اُسے چھوڑ دیا جاتا تو اُٹھ کر بھاگ جاتا۔

Marfat.com

اب کیا تمیزِ نسل کا دعوےٰ کرے کوئی
اس شیر دل کے سامنے رستم بھی مات ہے
سو لکھیاں جو روزہ کی مارا کرے کوئی
اِک آن میں شفا ہے درخت مریض کو
تجھ پر[1] نہ کیوں گمانِ مسیحا کرے کوئی
انورؔ ہے کیا دھرا ہوا علم و زبان میں
محفل کا رنگ دیکھ کے بولا کرے کوئی

سیاسی سرگرمیاں

قومی تحریکوں میں انور علی شاہ نے نمایاں حصہ لیا۔ پٹنہ میں مسلم لیگ کانفرنس ہوئی تو انہوں نے اس میں شرکت کی۔ اسی موقعہ پر وہاں نواب اسماعیل خاں کی کوٹھی پر سر رضا علی کی صدارت میں شیعوں کی کانفرنس ہو رہی تھی۔ اتّفاق سے انور علی بھی وہاں چلے گئے۔ اس کانفرنس میں اس وقت اُردو زبان کی حمایت میں ایک قرارداد پر تقاریر ہو رہی تھیں انھوں نے بھی اس کی تائید میں تقریر کی اجازت چاہی۔ صاحب صدر نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ اس موضوع پر ایک غیر شیعہ کو بھی اظہارِ خیال کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ انہیں اجازت دے دی۔

دورانِ تقریر میں انور علی صاحب نے بیان کیا کہ اُردو زبان میں مسلمانوں کا مذہبی

---

[1] یعنی صدر بزم مشاعرہ

Marfat.com

کلچر موجود ہے اور ہندی زبان میں ہندوؤں کا۔ صوبہ بہار میں کانگرسی حکومت کے زمانے میں ہندی زبان کو رواج دینے اور اُردو کی راہ میں رُکاوٹ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ ہندو کلچر کو زندہ اور اسلامی کلچر کو برباد کیا جائے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس قرارداد میں مسلمانوں کے کلچر پر اس براہِ راست حملے کا ذکر نہیں ہے۔

اس لیئے قرارداد نامکمّل ہے اور جائے تاسّف ہے کہ آپ اس نامکمّل قرارداد کے پاس کرنے میں بھی لیت ولعل کر رہے ہیں۔

اتنا کہا تھا کہ جلسہ گاہ تالیوں سے گوُنج اُٹھی اور مقرّر کی اسی نکتہ آفرینی پر تحسین و مرحبا کے نعرے بُلند ہوئے۔

تعلیمی انجمنوں کی سرگرمیوں میں بھی انور علی شاہ نے نمایاں حصّہ لیا۔ ایک بار انجمن اسلامیہ جمّوں کے سالانہ جلسے کے موقعہ پر ایک اجلاس کی صدارت فرمائی اور مؤثر تقریر کی۔ پھر اسی موقعہ پر ایک اور اجلاس کی صدارت انہیں پیش کی گئی۔ جس میں انہوں نے اسلامیہ ہائی سکول میں ہال کی تعمیر کے لئے قرارداد پیش کی۔ اس موقعہ پر ایک جلسے کی صدارت قائدِ اسلامیان جموں وکشمیر چودھری غلام عباس نے اور دوسرے کی صدارت خواجہ غلام السیدین ناظم تعلیمات ریاست نے فرمائی۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر مصنّف نے دیگر اکابرِ پنجاب کی طرح تحریک آزادئ پاکستان میں نمایاں حصّہ لیا۔ مختلف سیاسی کانفرنسوں میں شرکت کی اور تقاریر سے لوگوں میں سیاسی بیداری پیدا کی۔

ضلع شیخوپورہ کے دیہاتی عوام تک قائدِ اعظم کا پیغام پہنچانے میں ان کا خاص

Marfat.com

حصہ ہے۔ ایک بار مرید کے مسلم لیگ کے اجلاس میں حضرت مولانا ظفر علی خاں کو بلوا کر ان سے تقریر کرائی۔ ایک بار انہیں پٹیالہ دوست محمدؐ لے جا کر خالص دیہاتی آبادی میں ان کی شوخیٔ گفتار کے کرشمے دکھائے۔ مجھے یاد ہے کہ اس زمانے میں انور علی شاہ کی سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ "زمیندار" کے اوراق کی زینت بنا کرتا تھا۔ اسی اثنا میں ہوشیار پور ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس کا اجلاس اُڑمڑ ٹانڈہ میں ہُوا۔ مولانا ظفر علیخاں اور دیگر اکابر کے ہمراہ انور علی شاہ بھی اس میں شریک ہوئے اور رات کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور تقریر بھی کی۔

سردار شوکت حیات خاں کی معزولی کے زمانے کا ذکر ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ سیالکوٹ جاتے ہوئے مُرید کے سے گزرے۔ انور علی شاہ نے قلیل مُدّت کی اطلاع پر لب سڑک خیمے نصب کر کے جلسے کا انتظام کیا اور ہزاروں کی تعداد میں دیہاتی لوگ اپنے قائد اعظم کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے۔ صدر استقبالیہ کی حیثیت سے انور علی شاہ نے سپاسنامہ پیش کیا۔

حضرت قائد اعظم نے جوابی تقریر فرمائی اور بہت مسرور ہوئے۔ سردار شوکت حیات راجہ غضنفر علی خاں۔ شہید ملت لیاقت علی خاں اور ملک محمد انور سابق صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ سابق مشیر اعلیٰ حکومتِ پنجاب قائد اعظم کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے بھی تقاریر فرمائیں۔ اہالیان مُرید کے اس سعادت کو ہمیشہ یاد رکھیں گے کہ قائد اعظم نے ان کے گلاس کو مُنہ لگایا اور سوڈا نوش فرمایا۔

Marfat.com

دیہاتی آبادی کے جوش وخروش سے قائد اعظم بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے سیالکوٹ مسلم لیگ کانفرنس میں بھی اس کا ذکر کیا۔ مُرید کے مسلم لیگ کے اجلاس کے تمام اخراجات انور علی شاہ نے برداشت کئے۔

طریقت

طریقت میں انور علی شاہ نے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کی۔ یہ سلسلۂ اس برّصغیر میں حضرت خواجہ معین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سال وصال ۶۳۳ھ کی مساعی سے جاری ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب کا مزار اجمیر شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ پنجاب میں یہ سلسلہ حضرت بابا فریدالدین صاحب گنج شکر قدس سرہٗ سال وصال ۶۶۴ھ مدفون پاک پٹن کے سبب پھیلا۔ جو حضرت خواجہ معین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اولیاء دہلوی حضرت بابا فرید صاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

دورِ مغلیہ کے آخری ایام میں حضرت خواجہ فخرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہان آبادی سال وصال سنہ ۱۱۹۹ء نام اس سلسلے کے نام ایک مقتدر بزرگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس سلسلے کو بہت فروغ دیا۔

ان کے ایک مرید حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مدفون چشتیاں سال وصال ۱۲۶۷ھ اس سلسلے کو بہاولپور اور ملتان کے علاقوں میں لائے۔ ان کے خلفاء کوٹ مٹھن ضلع ڈیرہ غازیخاں میں مقیم رہے۔ ان میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سال وصال ۱۳۱۹ھ بہت مشہور ہوئے جو ملتانی زبان کے مقتدر شاعر ہیں۔ اور جن کی کافیاں مقبولِ خاص و عام ہیں۔ ان کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساولدری المتخلص بہ بلبل تھے۔

Marfat.com

آپ ایک عذب اللسان مقرر اور پاک باطن درویش تھے۔ اِن کا وعظ جو عشقِ رسول کے مضامین اور سوز و درد کے بیانات پر مشتمل ہوتا تھا۔ سُننے کے لیئے لوگ دُور دور سے آیا کرتے تھے۔ دیوان محمدی فریدی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کا مجموعہ ہے۔ اس میں آپ کا فارسی اُردو اور مُلتانی زبان کا کلام ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اکثر لاہور میں حزب الاحناف کے اجلاس میں شرکت کے لیئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مسجد وزیر خاں میں رات کو ان کا وعظ ہوا کرتا تھا۔

حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت انور علی صاحب نے سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ فریدیہ میں کی اور انہیں میں مولوی صاحب کی ایک زندہ تصنیف شمار کرتا ہوں اور یہ کتاب عکسُ لا حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیضان کا نتیجہ ہے۔

حضرت مولانا صاحب محمد یار رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲ شوال ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء کو انور علی صاحب کو تحریری خلافت نامہ عطا کیا۔ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۴ رجب ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار ان کے وطن گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور بہاولپور ڈویژن میں ہے۔

وصال کے دو سال بعد ۱۹۵۰ء مطابق ۱۳۶۹ھ کے رمضان شریف میں حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عالمِ رویا میں اپنے صاحبزادہ حضرت غلام نازک صاحب کو ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کا وہ نسخہ جس سے میں تلاوت کیا کرتا تھا۔ انور علی شاہ صاحب کو ... کے عطیہ کا مطلب

Marfat.com

یہ ہوا کہ حقائق قرآنی ان کے ذہن میں اُتار دیئے گئے۔

انور علی شاہ صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد ان کے دل میں اس کتاب کی تسوید و تحریر کا شوق پیدا ہوا اور اس کے مضامین ان کے ذہن پر القا ہونے لگے اور اب کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے مصنّف کے خیالات پر اقبال کا اثر بھی نمایاں ہے کتاب کے آخر میں مصنّف کی دُوسری تصنیف "خیام و اقبال" کا کچھ حصّہ بطور نمونہ درج ہے۔ یہ کتاب بھی اپنی نوعیّت کے اعتبار سے لاجواب ہے اور مصنّف کا ارادہ اسے جلد شائع کرنے کا ہے۔ اس میں خیام۔ حافظ اور اقبال کے کلام کے کچھ حصّوں کی تشریح مؤلف نے اپنے رنگ میں کی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ انور علی صاحب کی کتاب پہ دیباچہ لکھنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ میرے آباؤ اجداد کے خانوادۂ جلیلہ کے بزرگوں سے محبانہ مخلصانہ اور برادرانہ روابط صدیوں سے چلے آرہے ہیں

بروز منگل۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۵۶ء
مطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

محمد شجاع الدین
اُستاذِ علمِ تاریخ
دیال سنگھ کالج لاہور

Marfat.com

نسب اور نسبت

از مصنف

نسبؔ

مجھ کو نسبت ہے نسب میں بُوالحسن ہمکار سے

پیرِ پیراں غوث اعظمؒ کی بڑی سرکار سے

اور حمید الدّین حاکم سے بھی نسبت ہے مجھے

تخت شاہی چھوڑنے والے شہِ ابرار سے

قطبِ عالم بندگی عبد الجلیلِ ذی اثر

اِک گُلِ سر سبد تھے جو حاکمی گلزار سے

Marfat.com

نام لیوا اِن کا ہے آنور یہ پُورِ گنج بخش

عبدہٗ تصنیف اِک ہے اِس کی نیک آثار سے

نِسبت

بُلبُلِ باغِ فریدی کے ہوں نغموں پر فدا

دستِ بیعت حضرتِ والا محمدؐ یار سے

جن کے آقا ہیں جناب حضرت خواجہ فریدؒ

عشق کا دریا رواں ہے حسن کے انوار سے

خواجۂ گنج شکر حضرت فریدالدینؒ ہیں،

جنت الفردوس کا در وا ہے اِس دربار سے

Marfat.com

قطبِ دیں حضرت جناب خواجۂ اجمیرؒ بھی

اور ابراہیم ادھمؒ قافلہ سالار سے

سلسلہ ملتا ہے یہ کچھ واسطوں سے اے اخی

جا کے بصرہ کے حسنؒ سے حیدرِ کرار سے

بابِ علم مصطفٰےؐ کا بھی ہوں اک ادنیٰ غلام

یوں منوّر دِل ہے نُورِ احمدِ مختار سے

اِس لڑی میں مُنسلک یہ ذرّۂ ناچیز ہے

قلب اس کا آشنا ہے اس لئے اسرار سے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذرِ عقیدت[1]

بحضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

خدمت میں ان کی پیش ہے یہ تحفۂ حقیر
عالم تمام نور سے جن کے ہے مستنیر
وہ روز روزِ عید ہے مقبول ہو اگر
رحمت حضور کی مری ہر دم ہو دستگیر
اس نور کی چمک سے ہو روشن ہر ایک دل
پھر ہو جوان از سرِ نو یہ جہانِ پیر
ان کی نگاہِ لطف و کرم سے ہے دور کیا
لعل و گہر کا مرتبہ حاصل کرے شعیر
آنور یہ خاص لطف و عنایت کا ہے اثر
تو نے جو لکھ دیئے ہیں مقالاتِ دلپذیر

[1] عرس حضرت داتا صاحب پر ۱۹۵۳ء میں لکھی گئی۔

Marfat.com

پیشِ لفظ

جب ہندوستان میں انگریزی راج قائم ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے عروج کا ستارہ غروب ہو گیا، تو وہ تہذیب کے لحاظ سے پستی کے گڑھے میں گر کر اپنی قدریں بھول گئے۔ اپنے علوم و فنون کے متعلق ان کا احساسِ کہتری زوال کی حد تک پہنچ گیا۔ جدید مادی علوم کی روشنی نے ان کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دی۔ روحانیت کی جگہ علوم ظاہری اور مادیت نے لے لی۔ قدرتی طور پر اس کا یہ اثر ہوا کہ عقائد میں لرزہ آنے لگا۔ اسلامی اصول دھندلے پڑ گئے۔ معجزات مشکوک خیال کئے جانے لگے۔ معراج روحانی منصور ہونے کا رجحان بڑھ گیا۔ خدا پرست درویشوں پر پھبتیاں کسی جانے لگیں معرفت کا وہ دریا جس نے اس ملک کو سیراب کیا تھا۔ خشک ہو گیا۔ شیر نے اپنی قوتِ شیری فراموش کر دی۔ اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کو حقارت کی نظر سے دیکھنا معمول عام قرار پا گیا۔ مغربی تہذیب کا سودا ہر سر میں سمانے لگا۔ ہر بات کو جدید روشنی کی عینک سے دیکھنے کی عادت راسخ ہوتی چلی گئی۔ غرضیکہ اسلامی تہذیب سے بے نیاز ہو کر مغربی تہذیب کو سر آنکھوں پر رکھ لیا گیا

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انجمن حمایت اسلام کے ایک سالانہ اجلاس میں علامہ ڈاکٹر اقبالؒ نے ایک تقریر فرمائی۔ جس کا عنوان "سپرٹ آف اسلام" تھا۔ یہ تقریر انگریزی زبان میں ہوئی۔ خاتمہ پر مولوی غلام محی الدین قصوری جو اس وقت انجمن کے جنرل سیکرٹری تھے اردو زبان میں تقریر کا خلاصہ بیان کرنے کے لئے اُٹھے۔ مگر یہ کہہ کر "کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے"۔ خاموش ہو گئے۔ پھر معاً پکار اُٹھے کہ "ڈاکٹر صاحب کا لیکچر ہمارے سروں سے گز گز اونچا گیا ہے" علامہ صاحب نے آپ کو کندھے سے پکڑ کر

Marfat.com

پیچھے ہٹا لیا۔ خود دوبارہ سٹیج پر آئے اور فرمایا:۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر نعت نہیں ہو سکتی

ع موسےٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات

تو عینِ ذات مے نگری در تبسمی"

آپ نے موسیٰؑ پر حضور پاکؐ کی فضیلت بیان کی اور کہا کہ اگر معراج شریف کو روحانی مانا جائے تو ہمارے پلے کیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاءؑ پر فضیلت دیتی ہے۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے ملّت اسلامیہ سب امتوں پر فائق ہے" اس کتاب میں بھی آیات مقدسہ احادیث شریف اور علّامہ اقبالؒ کے اشعار سے روحانی حقائق حتے المقدور واضح طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید کہ قارئین کرام پسند فرمائیں گے

ع "ہزار بار بشوئم دہن ز مشک گلاب

ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

○

شکریہ:۔ میں اپنے دوستوں مولینا مولوی عبید اللہ صاحب سابق پروفیسر زنانہ اسلامیہ کالج لاہور اور مولینا مولوی مہر الدین صاحب مدرس حزب الاحناف لاہور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے مفید مشوروں سے مستفید فرمایا۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

انور ہاشمی

Marfat.com

رباعی

مپندار ایں ز طبعِ نارسائم
کہ ہست از فیض شیخ باصفائم
تأسّف کُن اگر شیخے نداری
وگر داری بیندیشی نوائم

Marfat.com

Marfat.com

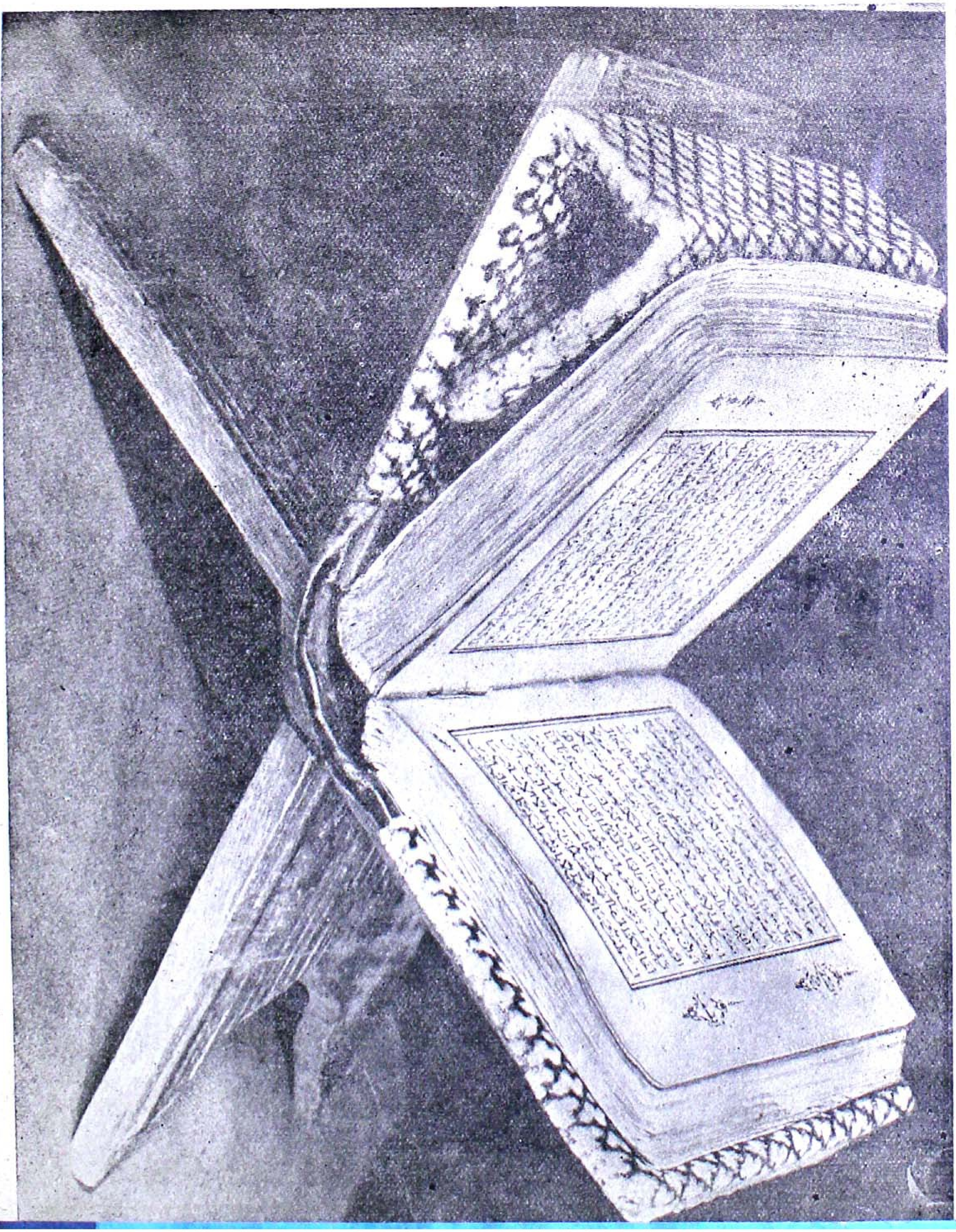

Marfat.com

تحفۂ قرآن حکیم

۱۳۶۴ھ ہجری میں اپنے مرشد کامل حضرت والا تبار سے حاصل ہونے پر

وہ سجادہ نشین و مسند آرا
جو اہلِ دل کی ہے آنکھوں کا تارا
بخوابِ ناز آں نازک[1] خیالے
حقیقت شد بروئش آشکارا
یہ تھا حضرت[2] کا ارشادِ گرامی
عطا انور کو ہو قرآں ہمارا
اساس اس نسخۂ نادر کی ہے یہ
اسی سے ہے بلند اس کا ستارا
بریں نعمت چرا انور نہ نازم
دوا دادند دردِ لادوا را

---

[1] صاحبزادہ غلام نازک صاحب سجادہ نشین۔

[2] حضرت مولینا صوفی محمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ گڑھی اختیار خاں ریاست بہاولپور

Marfat.com

غیبی تصدیق

اک رات اضطراب کی حالت میں سوگیا
دل میں تھا اس کتاب کا مضموں بسا ہُوا
دیکھا جنابِ حضرتِ عالی وقار کو
جن سے ہے درسِ رشد و ہدائت مجھے ملا
بیٹھے ہیں شانِ تمکنت و امتیاز سے
اور سامنے کھلا ہے ورق۔اک کتاب کا
پایا عجیب نور کے روشن حروف سے
گوشہ میں اس ورق کے محمدؐ لکھا ہوا
فرمایا اضطراب مرے دل کا دیکھ کر
"مضموں درست کر دیا ہم نے کتاب کا

Marfat.com

اللہ

حُسن کے جلووں نے جب دیکھا نگاہِ شوق کو
مِل گئیں آنکھیں تو عالم آشکارا ہو گیا

محمدؐ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا (عزّوجلّ) اور رسولِ (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

پوچھا کسی نے مجھ سے بتا دیجئے ذرا
"اِس بات کا یقیں ہُوا کیوں کر کہ ہے خدا"
میں نے کہا کہ مُخبرِ صادقؐ نے دی خبر
دیکھا ہے جس نے چشمِ مبارک سے بَرملا
جھپکی ذرا بھی آنکھ نہ اثنائے دید میں
آیا ہے جس کی شان میں مَا زَاغَ مَا طَغیٰ
مجھ کو اسی شہادتِ عینی پہ ناز ہے
جس کے ہیں وہ حبیب وُہی ہے مرا خدا
انور یہ اُن کی شانِ کریمی کا ہے بیاں
جن سے خدا کی شان کا ہم کو پتہ ملا

Marfat.com

تعارف

آں گلے از باغِ مولٰنا فرید
پاکؒ درویشے کہ خوئے آفرید

چشم او روشن دلش بیدار بود
نامِ نامیش محمدؐ یار بود

بر لبش ہردم کلامِ پیرِ روم
حرفِ شیریں گفت دریں مرز بوم

آنچہ او فرمود ہم اقبال گفت
ایں دُرِ نایاب در جاوید سُفت

فاش تر گفتند رازِ عبدہٗ
مے شناسم زاں فرازِ عبدہٗ

Marfat.com

حمد

کون و مکاں میں تیرے سوا اور کچھ نہیں
ہر چیز میں ہے جلوہ ترا اور کچھ نہیں

Marfat.com

نعت

بادِ صبا! برو بدرود و سلام ما
این عرضِ ما رساں بہ شہِ شاد کامِ ما

اے نگہِ لطفِ تست حیاتِ دوامِ ما
وے جلوۂ بہارِ رخت صبح شامِ ما

اے قطرۂ ز بادۂ عشقت فزوں تر است
از صد ہزار چشمۂ حیواں بکامِ ما

آں دل کہ گشت جلوہ گہ نورِ پاکِ تو
قرباں برو ہزار دلِ ناتمامِ ما

فرما کہ در ہوائے تو پرواز چوں کنیم
سخت است بسکہ پنجۂ صیادِ دامِ ما

ما خستہ ایم و راہِ نیابیم در جہاں
آور بدستِ خویش عنان و زمامِ ما

ایں التجا ز انورِ خستہ قبول باد
از ورد نامِ اقدس تو اختتامِ ما

Marfat.com

مقبول بندوں کے درجات

اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا ۝

ترجمہ (جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی، پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ انبیاءؑ صدیقینؓ۔ شہداءؒ۔ اولیاء اللہؒ اور وہ بہترین رفیق ہیں)

اس آیۂ اقدس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے مقبول بندوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے پہلا درجہ نبیوںؑ کا ہے دوسرا صدیقوں۔ تیسرا شہیدوں اور چوتھا ولیوں کا۔

شہیدوں کے متعلق ارشاد ہے :-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

(وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے۔ ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم (ان کے طریق کو نہیں جانتے)

Marfat.com

شہیدوں کا درجہ تیسرا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وہ زندہ ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سے اونچا درجہ رکھنے والے صدیق رضؓ اور نبیؑ کیوں زندہ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ زندگی جس کا ذکر قرآن پاک نے فرمایا ہے۔ ان چاروں درجہ والے بزرگوں کو حاصل ہے۔ شہیدوں کے متعلق وضاحت اس لئے کی گئی ہیں کہ ان میں ولی بھی ہیں۔ اور غیر ولی یعنی عام مسلمان بھی۔ جو اپنے اعمال کے لحاظ سے یوں تو ان درجوں میں سے کسی کے مستحق نہیں۔ مگر جب وہ شہادت کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں تو ان کو بھی وہی زندگی حاصل ہو جاتی ہے جو اس کے مقبول بندوں کو حاصل ہے۔ جن کو مندرجہ بالا درجوں میں شمار کیا گیا ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ سب سے پہلا درجہ انبیاءؑ کا ہے۔ چونکہ حضور پاک خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے یہ درجہ اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد صدیقیت کی باری ہے۔ اس کا حصول بھی نہایت مشکل ہے۔ اب ہمارے فائز المرام ہونے کے لئے عام طور پر دو درجے باقی ہیں۔ ایک شہیدوں کا، دوسرا صالحین یا اولیاءؒ کا۔ آخر الذکر مرتبہ حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت درکار ہے اور کمال زہد و اتقاء کی ضرورت جو ہر شخص کے لئے آسان نہیں، مگر شہادت کا درجہ حاصل کرنا ہر اس مسلمان کے لئے ممکن ہے جو جہاد میں شریک ہو کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتا ہے۔ جب وہ تمام دنیاوی تعلقات کو قطع کر کے دل میں حصولِ شہادت کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو اس میں صلاحیت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

ے کس نداند جز شہید ایں نکتہ را
کو بجانِ خود خریدایں نکتہ را (علامہ اقبالؒ)

شہید کے سوا اس راز کو کوئی نہیں جانتا۔ اس نے جان جیسی گراں قیمت چیز دے کر اسے خریدا ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

(اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرو)

جہاد میں سب سے بڑا مدعا شہادت حاصل کرنا ہے۔ ملک و مال کے حصول سے غرض نہیں۔ یہ تو اضافی چیزیں ہیں جو خود بخود حاصل ہو جاتی ہیں

ے شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی (علامہ اقبالؒ)

شہید کی زندگی کے متعلق مجھے ایک مثال یاد آ گئی۔ غازی علم الدین لاہوری نے راجپال مولف "رنگیلا رسول" کو قتل کر دیا تھا۔ اس کی پاداش میں اسے میانوالی جیل میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس نے یہ کام حبِ رسولؐ کے جذبہ سے سرشار ہو کر کیا تھا۔ پس اسے شہادت کا مرتبہ مل گیا۔ کوشش کی گئی کہ نعش اس کے وطن شہر لاہور میں لائی جائے جو اس وقت میانوالی جیل کے اندر ہی دفن کر دی گئی تھی۔ اس جد و جہد میں نصف ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ منظوری حاصل ہو جانے پر تمام افسران ضلع نعش کی حوالگی کے لئے موقعہ پر آئے قبر کی کھدائی شروع ہوئی۔ ایک عینی[1] شاہد کا بیان ہے کہ تمام افسر اپنے اپنے رومال

نکال کر اس طرف کھڑے ہو گئے۔ جدھر سے ہوا آرہی تھی۔ تاکہ تعفن سے محفوظ رہیں۔ مگر جب نعش نکالی گئی تو وہ بدستور صحیح سلامت تھی۔ جیسے ابھی ابھی تختہ دار سے اُتاری گئی ہے۔ نیز ہوا میں گلاب کی سی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی گو وہاں پھول نہ تھے نہ باغ۔

اس سے پہلے کہ تمام انبیاءؑ پر حضور پاک کی فضیلت بیان کی جائے۔ ہمیشہ کی زندگی کی توضیح ملاحظہ فرمایئے۔

حیاتِ جاوید

قرآن پاک میں انسانوں کے ساتھ جنات کا بھی ذکر ہے یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (اے انسانوں اور جنوں کے گروہ) مغربی تعلیم کی روشنی میں اکثر تعلیمیافتہ اصحاب ان کی ہستی کو تسلیم کرنے سے محترز ہیں۔ مگر آئے دن کے واقعات اس صداقت کی روشن دلیل ہیں۔ ایسے مکانات میں جہاں ان کا تصرف ہو۔ آگ لگنے، پتھر گرنے کپڑے کٹ جانے اور اشیاء گم ہو جانے کے واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ ابھی گوجرخان میں ایسے ہی ایک مکان کے حادثات کی یاد محو نہیں ہوئی۔ ان کی ہستی کا ثبوت آسیب زدہ مریضوں سے بھی ملتا ہے۔ مریض بالکل اَن پڑھ ہے۔ مگر قرآن مجید کی آیات کی تلاوت خوش الحانی سے کر رہا ہے۔ جب اسے ہوش آتا ہے تو ایک لفظ بھی نہیں سنا سکتا۔ جنات کی نسل آتشیں ہے۔ جسم ہوا کی مانند غیر مرئی۔ اسے چھو چھیڑ نہیں سکتے۔ طاقت انسان سے بہت

Marfat.com

زیادہ۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح فرشتوں کا جسم نوری ہے۔ جسم غیر مرئی۔ یہ زمین سے آسمان تک حرکت کرتے ہیں۔ ان کی غذا بھی لطیف (نورانی) ہوتی ہے۔ زندۂ جاوید انسانوں کا جسم بھی فرشتوں کی طرح نوری ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتے ہیں۔ ان کی غذا بھی لطیف (نورانی) ہوتی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیئے ریشم کے کیڑے کی زندگی پر غور کیجیئے۔ اس کی چار حالتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ انڈے۔ پروار مکمل کیڑے کی حالت میں مادہ انڈے دیتی ہے۔

۲۔ کرم یا سنڈیاں۔ ان انڈوں میں سے ننھے ننھے کرم نکلتے ہیں جو توت کے پتے کھا کر بڑی بڑی سنڈیاں بن جاتے ہیں۔

۳۔ کویا یا ٹوٹی۔ یہ سنڈیاں اپنے منہ سے ریشمی تار نکال کر اپنے گرد ٹوٹی بنا لیتی ہیں۔

۴۔ پردار کیڑا۔ اس ٹوٹی سے کچھ دنوں بعد پردار کیڑا نکل آتا ہے۔ جو سنڈی سے تبدیل ہو کر بنا ہے۔ اس صورت میں یہ پھولوں کا رس چوستا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کیڑے کی غذا سنڈی کی حالت میں درختوں کے پتے تھی مگر پردار کیڑے کی حالت میں پھولوں کا رس۔ پہلی حالت میں کثیف تھی۔ دوسری میں لطیف۔

یاد رہے کہ زندۂ جاوید لوگوں کے مدفون جسم بالکل اسی حالت میں قائم رہتے ہیں۔ جیسے فوتیدگی کے وقت تھے۔ ان میں ہزاروں سال تک بھی کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ اتفاقیہ کھدائی سے آپ نے بعض جسم صحیح سلامت دیکھے ہوں گے۔

Marfat.com

حضور پاکؐ کی فضیلت

تمام انبیأؑ پر

نبیوں کے متعلق ارشاد ہے۔ وَلَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ۝

(تم نبیوں میں سے کسی میں بھی فرق نہ کرو۔)

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۝

(ہم نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی

حضور پاکؐ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

حُسنِ یوسف۔ دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تُو تنہا داری

حسن یوسف۔ حضرت یوسفؑ بے حد حسین تھے۔ جنابہ زلیخاؑ اُن کے حُسنِ بے مثال پر فریفتہ ہو گئیں۔ مصر کی عورتوں نے ان کو ایک غلام پر شیدا ہو جانے کا طعنہ دیا آپ نے ایک دعوت میں سب کو بلایا۔ ان کے سامنے عمدہ عمدہ پھل رکھے۔ ان پھلوں کو کاٹ کر کھانے کے لئے چھریاں بھی مہیا کیں۔ جب وہ پھل تراش کر کھانے میں مشغول ہو گئیں۔ تو حضرت یوسفؑ کو ایسے دروازہ کے سامنے سے گذارا۔ جہاں سے سب کی نظر ان پر پڑ سکے۔ چنانچہ اس حُسنِ مجسم کو دیکھتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں

Marfat.com

حَاشَ لِلّٰہِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○

(خدا کی قسم یہ ہرگز انسان نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک بزرگ فرشتہ ہے۔)

مگر حضورِ پاکؐ کے حسن کا یہ عالم تھا کہ آپ کے جسمِ اطہر کا سایہ ہی نہیں تھا۔ یعنی آپ کا مبارک بدن اس قدر شفاف اور روشن تھا کہ سورج کی شعاعیں اس سے سایہ پیدا نہیں کر سکتی تھیں۔ جیسا کہ لیمپ کی چمنی کا سایہ نہیں ہوتا جو کہ شیشہ سے بنی ہوئی ہے اور شفاف ہے

دمِ عیسےٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ کا یہ معجزہ تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے ایک دن حضرت غوث پاکؒ کا گزر بازار میں ہوا۔ ایک جمِ غفیر دیکھا، پوچھا کیا ماجرا ہے۔ معلوم ہوا، کہ ایک عیسائی کسی مسلمان سے بحث کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ سب نبیوں سے افضل تھے۔ کیونکہ وہ مُردہ زندہ کر دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کام تو حضورِ پاکؐ کے غلام بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان سب لوگوں کے سامنے مُردہ زندہ کر دکھایا۔

یدِ بیضا۔ حضورِ موسےٰؑ کا ایک معجزہ یہ تھا، کہ جب ہاتھ بغل میں دے کر نکالتے تھے تو وہ بالکل روشن اور سفید نظر آتا تھا۔ ان کے علاوہ ان کا عصا معجزہ کے طور پر کئی جگہ استعمال ہوا۔ مثلاً آپ نے زمین پر مار کر اپنی قوم کے لئے پانی کے چشمے جاری کئے۔ فرعون کے ساحروں کے مقابلہ میں اس نے اژدھا کی صورت اختیار کی، اور ان کے سحر سے بنے ہوئے تمام سانپ ہڑپ کر لیے۔ جب فرعون کے لشکر نے آپ اور آپ کی قوم کا تعاقب کیا تو آپ نے اسے دریا کی سطح پر مارا۔ جس سے پانی میں خشک راستے پیدا ہو گئے۔ ان راستوں سے آپ اپنی قوم سمیت صحیح سلامت پار اُتر گئے، مگر فرعون مع

Marfat.com

لاؤ لشکر کے غرق ہو گیا۔

ان معجزات کے علاوہ ایک اور بات تھی، جو دوسرے انبیاءؑ میں نہیں پائی جاتی، وہ یہ کہ آپ نے جرأت کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ رَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ۔ اے رب مجھے اپنا دیدار دکھا، حکم ہوا۔ لَنۡ تَرٰىنِیۡ۔ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ یعنی آپ میرے دیدار کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ آپ مُصر ہوئے تو نور کی ایک شعاع کوہ طور پر ڈالی گئی۔ جس سے آپ بے ہوش ہو گئے اور طور جل گیا۔

ع "موسےٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات"

حضرت موسےٰ ایک ہی صفاتی جلوہ سے بے ہوش ہو گئے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ے اڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیم
طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

مگر بقول ان کے۔

ے گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ اُلجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں

علامہ صاحب کا اشارہ اس شعر میں معراج شریف کی طرف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کبھی میری (انسان) کی تیز نگاہ کائنات کے وجود کا دل چیر گئی۔ جیسا کہ حضور پاکؐ نے کائنات کے وجود کو طے کر کے عرش معلّیٰ پر رسائی حاصل کی۔ جہاں حضرت جبرئیلؑ

Marfat.com

نہ پہنچ سکے۔ دوسرے مصرعہ میں انسانی پست خیالی کا ذکر ہے کہ کبھی اس کی نگاہ اپنے توہمات میں پھنس کر رہ گئی اور اسے خدا کا پتہ نہ مل سکا۔ یعنی اہل فلسفہ و منطق کی طرح دلائل کے چکر میں پھنس کر رہ گیا اور اسے خدا تعالٰے کی ہستی کا پتہ نہ مل سکا۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں (علامہ اقبال)

علامہ فرماتے ہیں۔ موجودہ سائینس کی روشنی میں میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ زمین اور آسمان نہایت ہی وسیع اور ناقابل گزر ہیں۔ کیونکہ ابھی تک نہ تو چاند تک رسائی ہوئی ہے۔ نہ مریخ سے گفت و شنید میں کامیابی۔ مگر عشق کی ایک ہی چھلانگ نے یہ قصہ تمام کر دیا کیونکہ حضور پاکؐ معراج شریف میں عرش معلّی پر جا پہنچے۔

عقل گو آستاں سے دور نہیں

اس کی تقدیر میں حضور نہیں (علامہ اقبالؒ)

عقل کل حضرت جبرائیل کا اسم گرامی ہے۔ گو عقل کی انتہائی قوت یعنی حضرت جبرائیلؑ آستانۂ عالیہ سے قریب ہی رہتے ہیں۔ مگر ان کو حضوری حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ شب معراج میں جب آپ حضور پاکؐ کے ہمراہ گئے تو سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر آگے بڑھنے سے عاجز آ گئے اور کہا۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم

فروغِ تجلّے بسوزد پرم (رومیؒ)

Marfat.com

اگر میں اس سے بال بھر بھی آگے بڑھوں تو نور الٰہی کی تیزی میرے بال و پر جلا کر رکھ دے گی۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس نور کی ایک شعاع کی تاب حضرت موسیٰؑ آسمان سے اتنے فاصلے کے باوجود نہ لا سکے اور جس کی تابش سے حضرت جبرائیلؑ کو اپنے بال و پر جل جانے کی فکر لاحق ہوئی۔ اس نور کو آپ نے شب معراج میں انتہائی قرب سے دیکھا تبسم سے برداشت کیا اور آنکھ تک نہ جھپکی۔

؎ "موسےٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسّمی"

اس بیان میں تمام انبیاءؑ پر حضور پاک کی فضیلت بیان ہو چکی ہے۔ آپ کا طرۂ امتیاز صرف یہ فضیلت ہی نہیں، بلکہ آپ کا رتبہ اس سے بھی بہت بلند ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ آپ سب پر فائق ہی نہیں بلکہ تمام کائنات کی روح ہیں۔

Marfat.com

روحِ کائنات

(ماخوذ از جاوید نامہ اقبالؒ)

عالمِ بالا۔ ارواحِ غالب و حلّاج

مشتری[1] کے ایک پُر فضا مقام ہیں غالب دہلوی اور منصور حلاج کی روحیں خوش گپیاں اُڑا رہی ہیں۔ اس اثناء میں مولانا روم (پیرِ رومی) کی روح معہ زندہ رود علامہ اقبالؒ (مریدِ ہندی) کے وہاں پہنچتی ہیں۔ رسمی ملاقات کے بعد یوں گفتگو ہوتی ہے۔

اقبالؒ:۔ (زندہ رود) آپ دونوں حضرات مومنوں کے مقام بہشت سے دور یہاں کیوں پڑے ہیں اور فردوس سے دوری کی کیا وجہ ہے۔ آپ کا مقام وہاں کیوں نہیں

غالبؒ و حلاجؒ:۔ مُلّا کی جنت شرابِ طہور حوریں اور غلمان ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے

---

[1] علامہ اقبال نے کتاب جاوید نامہ میں یہ اسلوب بیان اختیار کیا ہے کہ آپ نے مشاہیر عالم بندگوں کو جو اس دارِ فانی سے رحلت فرما چکے ہیں ان کے مراتب کے لحاظ سے ان کو مختلف سیاروں، ستاروں اور بہشت میں دکھایا ہے اور خود روحانی طور پر مولینا روم کی رہنمائی میں ان سے ملاقات کا منظر پیش کر کے ان کی تعلیمات ظاہر کی ہیں۔ چنانچہ مرزا غالب مرحوم دہلوی مشہور شاعر اور منصور حلاج جو انا الحق کا نعرہ لگانے کی وجہ سے دار پر لٹکائے گئے تھے۔ ان دونوں کو مشتری میں دکھایا گیا ہے۔

58529

Marfat.com

مشرب کے خلاف لوگوں کو جنت کے قابل نہیں سمجھتا۔ اس لئے اسے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ اس کے برعکس ہم آزاد لوگ ہیں۔ ہماری جنت ہمیشہ کی سیر ہے۔ اسی تقریب سے ہم یہاں مشتری میں وارد ہیں۔

اقبالؒ: (غالب سے مخاطب ہوکر) اپنے ایک شعر کا مطلب سمجھا دیجئے۔

غالبؒ: فرمایئے۔

اقبال۔ قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ
اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیست

بلبل رنگ کا پنجرا ہے اور فاختہ راکھ کی مٹھی یعنی بے رنگ ہے۔ ان دونوں میں جو دردناک آواز (عشق کی صدا) پائی جاتی ہے۔ یہ کہاں سے آتی ہے۔

غالب یا بہ رنگ آ۔ یا بہ بیرنگی گذر
تا نشانے گیری از سوزِ جگر

یا تو بلبل کی طرح رنگ اختیار کر۔ یا فاختہ کی طرح بے رنگی۔ اس طرح تجھے وہی دل کا سوز و گداز حاصل ہو جائے گا۔ جو ان دونوں کو حاصل ہے۔

اقبال۔ اس سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ آپ جانتے ہیں۔

صد جہاں پیدا دریں نیلی فضاست
ہر زماں را اولیاء و انبیاست

اس نیلگوں آسمان کے نیچے سینکڑوں جہان ظاہر ہیں۔ کیا ہر زمانے کے لئے

Marfat.com

اولیاء انبیاءؑ موجود ہیں؟

غالب:۔ کیوں نہیں۔ اچھی طرح غور کرو۔ اس دنیا میں پے در پے جہان ظہور میں آتے ہیں

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود

رحمت اللعالمینے ہم بود

جہاں بھی دنیا کا ہنگامہ گرم ہوتا ہے۔ وہاں رحمت اللعالمین موجود ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۵ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمۃ للعلمین (بنا کر بھیجا ہے)

نیز۔ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پس اسے تناسب طبعی عطا فرمایا۔ اور وہ اللہ جس نے انسان کی تقدیر (تعین) کی اور اسے ہدایت فرمائی۔ خلق تقدیر اور ہدایت ابتدائی چیزیں ہیں۔ جن کے لئے یہ پیدا کی گئی ہیں، وہ رحمۃ للعلمین کی ذات گرامی ہے۔

ع "سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا

سب غائتوں کی غایتِ اُولیٰ تمہیں تو ہو" (مولانا ظفر علی)

اقبالؒ:۔ اس بیان کی روشنی میں اپنے شعر کا مطلب بیان کیجئے۔

غالب:۔ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ اس کے متعلق کچھ نہیں بیان کر سکتا

اقبال:۔ اوہو! آپ تو بڑے بلند پایہ شاعر ہیں۔

فکر انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا ہے پر مرغ تصور کی رسائی تا کجا

Marfat.com

غالب : ہم لوگ بے معجزہ پیغامبر ہیں

ع این کلیماں بے یدِ بیضا ستند

مجھے حقیقت حال کی خبر نہیں۔

ع آں راکہ خبر شد خبرش باز نیامد

جن کو خبر ہوگئی ان کی پھر کوئی خبر نہیں آئی۔

اقبال : منصورِ حلاج سے مخاطب ہوکر آپ غالب کے اس شعر پر روشنی ڈالیئے۔

اقبال : ے قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ

اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیست

منصور حلاج ۔ بلبل رنگ کا پنجرہ ہے اور فاختہ بے رنگ ۔ یہاں رنگ سے مرادِ عالمِ ظاہر ہے اور بیرنگی سے عالمِ باطن ۔ پس سوال یہ ہے کہ اس عالم ظاہر و باطن کی روح کیا ہے۔

اقبال : میں بھی یہی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایئے۔

منصور حلاج : ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو

آنکہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نورِ مصطفےٰ اورا بہاست

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ است

جہاں کہیں بھی عالم ظاہر و باطن قائم ہے اور جہاں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں یا تو وہ جہاں حضرت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے نور سے روشن ہے ۔ یا ابھی حضور کی

Marfat.com

تلاش میں ہے۔ گویا اس جہان کی روح حضور سرورِ کائنات ہیں

مزید ثبوت:۔ جب حضور اقدس شبِ معراج آسمان پر تشریف لے گئے، تو بستر گرم رہا۔ اور زنجیر ہلتی رہی۔ بعض مفسرین کے قول کے مطابق آپ اٹھارہ سال تک آسمانی سیاحت میں مصروف رہے۔ مگر اس قدر طویل عرصہ کے باوجود آپ کی واپسی تک زنجیر ہلتی رہی اور بستر گرم رہا۔ جیسا کہ اوپر ثابت ہوا ہے کہ حضور اقدس عالم کی روح ہیں اور کائنات آپ کا وجود ہے۔ آدمی کی زندگی حرکت ہے۔ جب وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ جسم کی حرکت بند ہو جاتی ہے ہوش آنے پر اس کے بدن کا ہر ساکن عضو متحرک ہو جاتا ہے۔ جب جہان کی روح حضور انورؐ آسمان پر تشریف لے گئے تو بدن یعنی جہان بے حس و حرکت ہو گیا۔ سورج، چاند، زمین کی گردشیں رک گئیں۔ بستر گرم اور زنجیر ہلنے پر جہان کا کاروبار بند ہوا۔ خواہ اس میں کتنا ہی عرصہ گزر گیا۔ وہ عرصہ جو دن رات کی قید سے آزاد تھا۔

اقبال: میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ پوچھنا خطا ہے تو یہ بتایئے کہ اس جوہر کا راز کیا ہے کہ جن کا اسمِ گرامی حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

آدمے یا جوہرے اندر وجود
آنکہ آید گاہے گاہے در وجود

کیا صرف آدم ہیں یا آدم کے وجود میں جوہر (نور) ہیں، وہ نور جو حضرت آدم سے لے کر پشت در پشت وجود میں آتا رہا۔

منصور حلاج۔ آدم عبد ہے اور آپ صرف آدم یا عبد نہیں ہیں۔ بلکہ عبد کے وجود

Marfat.com

ہیں نور یعنی عبدہٗ ہیں۔

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہٗ فرمودہ است

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ : پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبدہٗ فرمایا ہے اور ہم نماز میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھتے ہیں۔

اقبال کہتے ہیں کہ اگرچہ حضور پاک کے سامنے تمام جہان نے سر جھکایا ہے مگر آپ نے اپنے آپ کو عبدہٗ فرمایا ہے

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

عبد اور چیز ہے عبدہٗ اور چیز، ہم سب جو عبد ہیں اس انتظار میں ہیں کہ ھُو کو دیکھیں، مگر عبدہٗ کی وساطت سے ھُو کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے۔

عبدہٗ با ابتدا بے انتہاست
عبدہٗ را صبح و شام ما کجاست

عبد کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ھُو کی نہ ابتدا ہے، نہ انتہا مگر عبدہٗ کی حالت ان دونوں کے بین بین ہے عبد کی طرح ابتدا ہے۔ ھُو کی طرح انتہا نہیں ہے۔

Marfat.com

مُدعا پیدا نہ گردد زیں دو بیت
تا نہ بینی از مقامِ مارمیت[1]

ان دو چار شعروں سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا جب تک تو کلام پاک کی اس آیت اقدس وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی سے واقف نہ ہو جس کا مطلب ہے کہ اے رسول کریمؐ وہ کنکر آپؐ نے نہیں مارے تھے۔ بلکہ ہم نے مارے تھے۔ ہاتھ حضور پاکؐ کا تھا اور کنکر پھینکنے کا فعل اللہ تعالیٰ کا۔ گویا ہاتھ عبد کا تھا اور فعل ھُوَ (کا) اس سے عَبْدُہٗ کا بیّن ثبوت مل گیا۔ معجزہ شق القمر میں بھی اشارہ عبد کی انگلی کا تھا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دینے کا فعل ھُوَ کا۔ صورت اوّل جو آیت مذکورہ میں ہے، زمین پر تھی۔ دوسری اجرام فلکی میں سے چاند پر۔

---

[1] جنگ بدر میں ۳۱۳ مسلمان تھے۔ ان کے پاس پورا سامانِ جنگ بھی نہیں تھا۔ مگر کفار تعداد میں ایک ہزار تھے۔ جو اس زمانہ کے ہر قسم کے سامانِ حرب سے مسلح تھے اس خیال سے کہ مسلمان اس بے سروسامانی کی حالت میں پریشان نہ ہوں۔ حضور اقدسؐ نے ایک مٹھی کنکروں کی وہیں سے اٹھا کر کفار کی طرف پھینک دی۔ جس سے وہ شکست کھا کر تتر بتر ہو گئے اور قلیل التعداد مسلمانوں نے کثیر التعداد کفار پر فتح پائی۔

Marfat.com

قَابَ قَوسَین

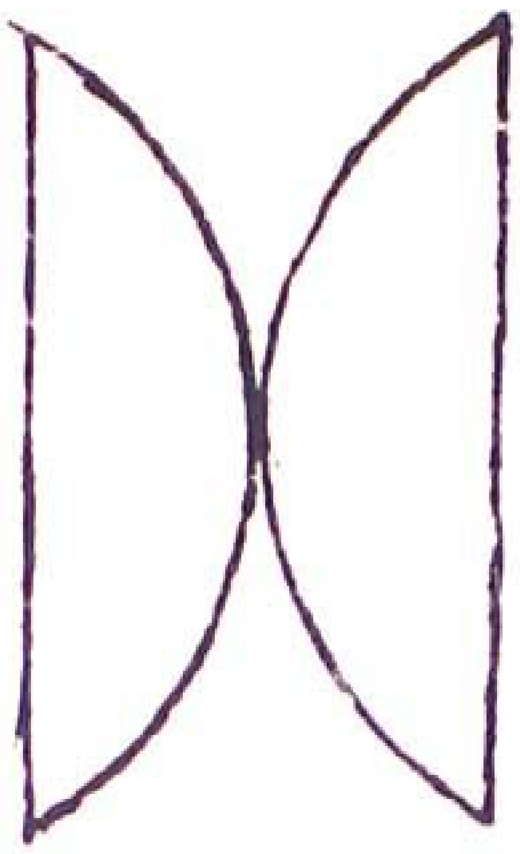

انگریزی طرزِ سلام ماتھے پر ہاتھ اُٹھانا ہے۔ مگر جب ایک مُسلّح سپاہی اپنے افسر کو سلام کرتا ہے تو وہ اپنی بندوق پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔ عرب قبائل میں باہمی خانہ جنگی رہتی تھی۔ اس لئے وہ عام طور پر ہتھیار بند ہو کر باہر نکلتے تھے۔

اُن کے ہتھیار یہ تھے۔ کمر میں تلوار، پشت پر ترکش، جس میں تیر رکھے جاتے تھے۔ کندھے پر آویزاں کمان۔ جب دو مسلح عرب آپس میں ملتے تھے تو باہم اپنی کمانیں ملا دیتے تھے۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔ ملاقات کا یہ طریق اُن میں عام طور پر مروّج تھا۔

رسالہ دارالسلام پٹھان کوٹ ستمبر ۱۹۴۱ء میں تعلیماتِ اقبالؒ کے عنوان سے ایک مضمون طبع ہوا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔

۲۷ رجب ۱۳ھ کو شبِ معراج تھی۔ خوش قسمتی سے ہمیں علامہ اقبالؒ کے بعض ملفوظات دستیاب ہوئے۔ جن کا تعلق ان آیات کی تشریح کے ساتھ ہے۔ جس میں اس واقعۂ عجیب کا ذکر ہے۔ لہٰذا ان ملفوظات کو اس خیال سے درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین وقت کے اعتبار سے ان کے افادی پہلو سے مستفید ہو سکیں۔ ان کا اصل ماخذ البیان کی ایک گزشتہ اشاعت ہے۔ علامہ مرحوم سے سورۂ النجم کے پہلے رکوع کی تشریح

Marfat.com

دریافت کی گئی تو علامہ نے اس پر ایک طویل تقریر فرمائی۔ بالخصوص کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی تفسیر اپنے رنگ میں نادر اور عجیب تھی۔ ان سطور سے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آیات مذکورہ قرآن مجید کے مشکل ترین مقامات سے ہے یہاں بڑے بڑے ائمہ مفسرین نہایت دور از کار تاویلوں میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں یہاں تک کہ غیر مسلم معترضین قرآن نے اس مقام کو پیغمبرِ اسلام کے بعد کسی اور شخص کی تصنیف قرار دے دیا۔ علامہ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔

ناسوت و لاہوت یا عقل و وحی یا عالمِ بشریت و عرشِ الوہیت کو دو کمان نما دائروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بشری عقل کا منتہائے کمال یہ ہے کہ وحیٔ سماوی سے کمال مطابقت حاصل کرے۔ یعنی اس ترقی یافتہ عقل کے رباب سے بعض اوقات جو نغمہ نکلتا ہے وہ سازِ الہام سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ دو کمان کامل اتصال کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ نوعِ انسان میں انبیاء علیہم السلام بالعموم اور انبیاء میں حضرت خاتم النبیین بالخصوص اس مقام کے آخری نقطہ سے واصل ہوئے۔

علامہ مرحوم کے اس بیان میں عالمِ بشریت و عرشِ الوہیت کو دو کمان نما دائروں سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایک نقطہ پر ایک دوسرے سے مس کرتے ہیں اس بات کو سمجھنے کے لئے غور کرنا چاہیئے۔

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا ــــــ ہمہ اوست ــــــ

دائرہِ عالم بشریت دائرہِ عرشِ الوہیت میں مدغم ہے۔ کُنْتُ کَنْزًا

Marfat.com

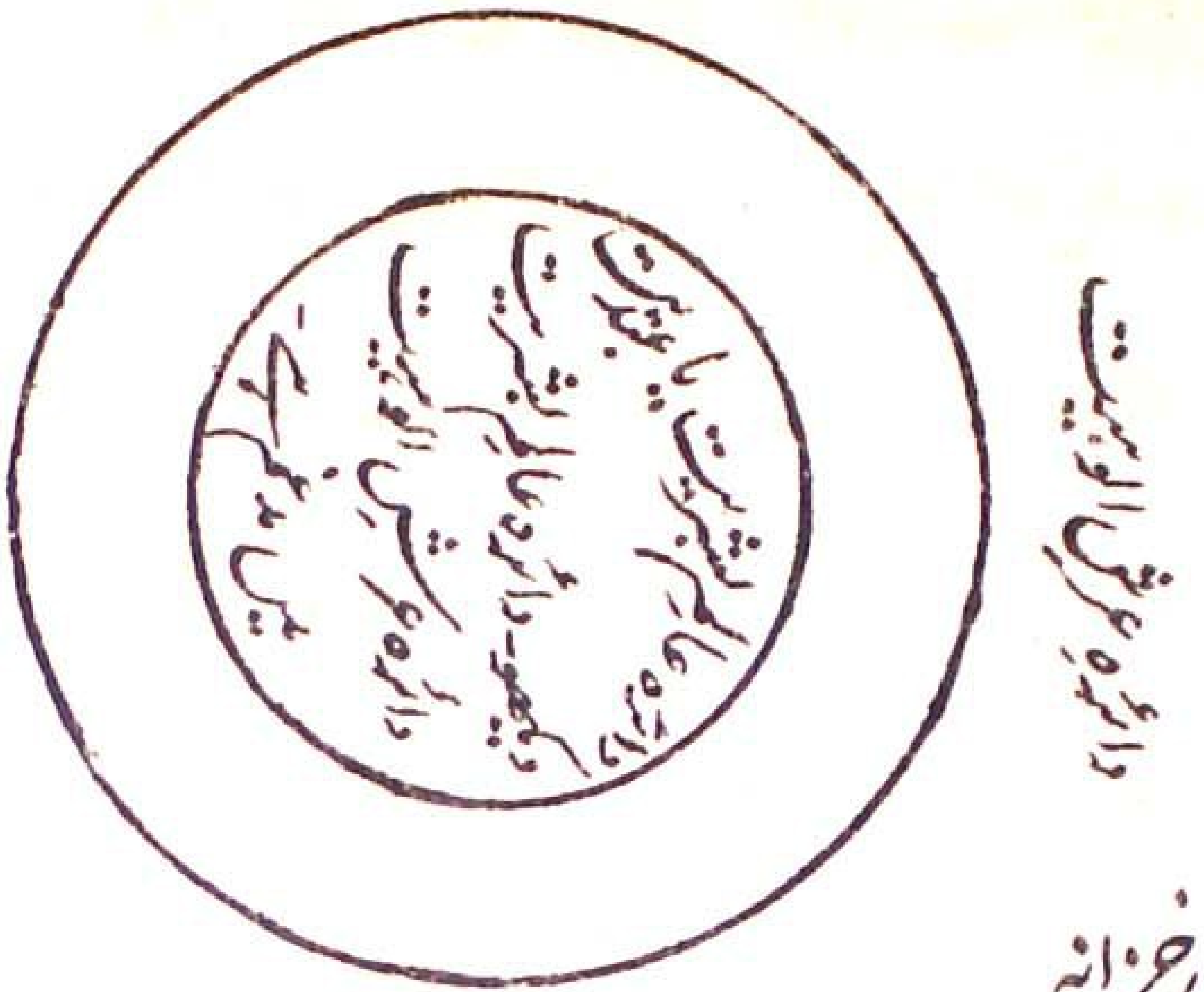

مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۵ (حدیث قدسی)

ترجمہ:۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مخفی خزانہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ خزانہ میں مال وزر موجود ہوتا ہے۔ مخفی خزانہ سے یہ مراد ہے کہ عالمِ بشریت یا کائنات یا عالمِ وجود، وجود میں آنے سے پہلے نہایت باریک ذرات یا گیس کی صورت میں عرشِ الوہیت[۱] یا انوارِ الٰہی میں مدغم تھا۔ یعنی ہمہ اوست کی عملی صورت تھی۔ جب کُنْ فرمایا۔ فَیَکُوْنُ پس ہو گیا۔ یعنی اس حکم سے عالم بشریت یا عالم ظاہر کو عرش الٰہی سے الگ کر دیا گیا اور ہمہ از وست کی صورت جدا طور پر صورت پذیر ہو گئی مگر یہ کمان نما دائرے ایک دوسرے سے مس کرتے رہے۔

اِنَّ رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ط پ ۱۲ ع ۹ (قرآن حکیم)

ترجمہ:۔ بیشک تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔

۱۔ عرشِ الوہیت لا محدود ہے۔ اس کائنات کا دائرہ مدغم ہے۔ اس کو محیط کرنے کے لیے عرشِ الوہیت کے اس حصہ کو دائرہ میں محدود کیا گیا ہے۔ جس میں کائنات مدغم ہے۔

Marfat.com

یوم کے معنے دن ہیں۔ ہمارے دن میں رات بھی شامل ہے۔ یہ دن رات ہمارے کام اور آرام کے وقفے ہیں۔ مگر ان کا تعلق صرف زمین سے ہے۔ زمین اور سورج کی گردش سے دن رات، ماہ وسال ظہور میں آتے ہیں۔ زمین سے باہر کائنات سے ان کا کچھ واسطہ نہیں۔ لہذا سِتَّةِ اَیَّامٍ میں یوم سے مراد یہ ہے کہ کائنات یا عالم وجود جب گیس یا ہوا کی صورت میں عرش الٰہی سے جدا ہوا تو جس طرح پانی بخارات بن کر ہوا میں اُڑتا ہے۔ پھر دھند یا بادل کی صورت اختیار کرتا ہے۔ بعد میں پانی کے قطرے بن کر بارش کی صورت میں برستے ہیں پھر یہی قطرے زیادہ سردی لگ جانے سے اولے یا برف کی ٹھوس صورت میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ گویا بخارات سے برف یا گیس سے ٹھوس ہونے تک مختلف حالتیں بدلتے ہیں۔

اس طرح عالم وجود نے بھی گیس سے ٹھوس ہونے تک مختلف حالتیں بدلیں، جو حسب ذیل ہیں:-

ا۔ گیس ..... (۱) لطیف۔ جیسے ہوا ۔۔ (۲) کثیف۔ جیسے آندھی۔ دھند۔ بادل۔ دھواں۔

ب۔ مائع ..... (۱) رقیق۔ جیسے پانی۔ (۲) کثیف۔ جیسے پارہ آتش افشاں پہاڑوں سے بہتا ہوا مادہ۔ وَکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ۔ ترجمہ۔ اور اس کا عرش پانی (بہنے والی چیز) پر تھا۔ اس آیتہ اقدس میں غالباً اسی طرف اشارہ ہے۔

ج۔ ٹھوس ۔۔ (۱) گرم (۲) سرد۔ اجرام فلکی۔ زمین کی موجودہ صورت۔

Marfat.com

جب کہ یہ اس قابل ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام یہاں رہائش اختیار کر سکیں۔

ع۔ کُن کے کہنے سے کیا عالم بپا

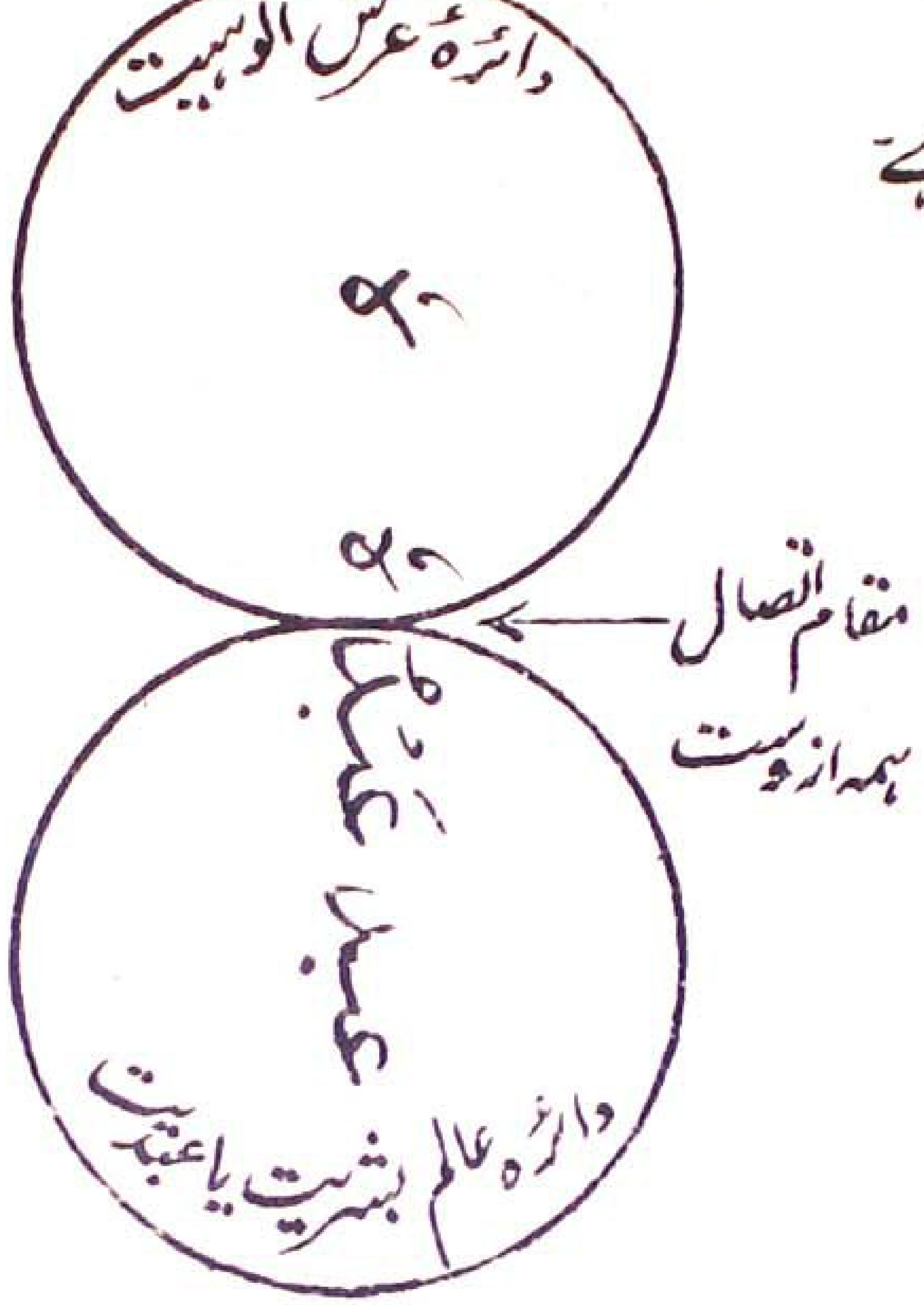

قرآن حکیم میں چھ یوم کی تشریح ارشاد ہوئی ہے

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ
خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ
لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ
وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ
بٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ
اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝
ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا
اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ
اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا۔ (پارہ ۲۴۔ رکوع ۱۶۔)

ترجمہ :- (اے نبیؐ) کہہ دو۔ تم اللہ کا انکار کرتے ہو (وہ) جس نے زمین کو دو یوم میں پیدا کیا، اور (دوسروں کو) اس کا شریک بناتے ہو (دیکھو) یہی سارے جہان کا پروردگار ہے (کوئی اُس کا شریک نہیں) اور اُس نے زمین میں (یعنی اُس کے اوپر) پہاڑ بنائے اور برکت رکھی اور اس میں زمین (کے رہنے والوں) کی روزیاں مقرر کیں۔ زمین کا بنانا اور پہاڑوں کا پیدا کرنا (یہ سب) چار یوم میں ہوا۔

Marfat.com

پوچھنے والوں کے لئے (اس میں) واضح نشانیاں ہیں۔ پھر وہ آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور وہ ایک دھواں سا تھا۔ پھر آسمان اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں آجاؤ خوشی یا ناخوشی سے۔ دونوں بولے ہم خوشی سے آتے ہیں۔ پس ان دو یوم میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کی تدبیر نازل ہوئی۔

زمین کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ اسے دو یوم میں بنایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دوسرے اجرام فلکی کی طرح دھواں (گیس کی حالت میں) تھی۔ اس کے بعد مائع حالت میں آئی۔ پھر ٹھوس صورت میں تبدیل ہوئی۔ اس کے آگے پہاڑوں کی پیدائش کا ذکر فرماکر بیان فرمایا کہ یہ سب کام چار یوم میں مکمل ہوا۔ زمین ٹھوس ہوچکنے کے بعد گرم سے سرد حالت میں آئی اور ساتھ ہی پہاڑ پیدا کئے گئے۔ اس طرح سے یہ دونوں حالتیں اس پر وارد ہوئیں۔ دو یوم پہلے اور دو بعد کے، کل چار یوم میں زمین اس قابل ہوگئی کہ حضرت آدمؑ کو اس پر بسایا جاسکے۔

پہاڑوں کی پیدائش کے متعلق ذکر ہوا ہے کہ ان میں اہل زمین کے لئے روزیاں مقرر کیں، پہاڑوں کی سطح پر جنگلات اگتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان میں سونا، چاندی، لوہا، تانبا ابرق وغیرہ مختلف دھاتیں پائی جاتی ہیں۔ جہاں سے یہ دھاتیں دستیاب ہوتی ہیں وہاں کارخانے جاری ہوجاتے ہیں جو انسانوں کی روزی کا موجب ہیں۔

لِلسَّآئِلِیْنَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان ذخیروں کی جو دھاتوں کی شکل میں اللہ تعالےٰ نے مختلف پہاڑوں میں جمع کر دیئے ہیں۔ ٹوہ لگا کر ان کو نکالتے اور ان سے مختلف کام لیتے ہیں

Marfat.com

آسمانوں کے متعلق صاف ارشاد ہے کہ وہ دھواں سا تھا۔ اس کے بعد دو یوم میں ان کے بنانے کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجرام فلکی یا تمام آسمان، پہلے دھواں (گیس) تھے پھر ان پر دو حالتیں وارد ہوئیں۔ ایک مائع۔ دوسری ٹھوس۔ یہی دو یوم ہیں جن میں ان کی تکمیل ہوئی۔ ساتھ ہی بیان فرمایا کہ ان کی تعداد سات ہے۔

ٹھوس ہو جانے کے بعد ان اجرام فلکی میں اگر کچھ تغیرات ہوئے بھی ہوں تو اُن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ کیونکہ انسانی زندگی کے ساتھ ان تغیرات کا کچھ واسطہ نہیں آسمانوں اور زمین کے ایک دوسرے کی طرف آنے کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ ان دونوں کی باہمی گردشوں اور حرارت وغیرہ سے انسانی زندگی کے لوازمات حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس عالم میں زندگی کا انحصار ان کے باہمی تعلقات پر ہے۔

جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ صفحہ ۴ کے دونوں دائروں کا نقطۂ تماس یا مقام اتصال وہ مقام ہے۔ جس کے قرب میں انبیائے کرام باری باری سے فائز ہوتے رہے۔ مگر یہ خاص مقام حضور ختم النبیینؐ کے لئے مخصوص ہے۔ آپ تمام انسانوں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اس لئے آپ عبدیت کے انتہائی مقام پر ہیں۔ جہاں دوسرا کوئی عبد نہیں پہنچ سکتا۔ شکل سے ظاہر ہے کہ دائرہ بشریت یا عبدیت میں اگر اس نقطہ کے اس طرف عبد لکھ دیا جائے اور دوسری طرف کو دائرہ عرش الوہیت میں ہٗ (ھُوَ)[1] ہے تو اس سے آپؐ کا اسم گرامی عَبْدُہٗ نکل آتا ہے۔ یہ مقام آپ کے لیے مخصوص ہے۔ آپؐ کے اس مقام

---

[1] اللہ اسم ذات ہے۔ اس کے اجزاء بھی اللہ کے معنوں میں آتے ہیں۔ اس لیے ہٗ سے اللہ تعالیٰ مراد ہے۔

Marfat.com

پر فائز ہونے کے بعد کوئی بشر یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب کسی قسم کا دعوائے نبوت درست نہیں اور نہ کسی کو کسی قسم کی نبوّت ہی مل سکتی ہے۔

کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ

یہ معراج شریف کا ذکر ہے کہ جب حضور پاکؐ عرش معلّیٰ پر تشریف لے گئے۔ اس بات کو جاننے کے لئے یوں سمجھ لیجئے کہ دنیا میں انسانی ملاقات کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ سامنے سامنے۔ ایک شخص کا دوسرے کے سامنے آکر ملاقات کرنا۔ جیسے 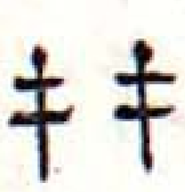

۲۔ مصافحہ۔ ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا۔ اس صورت میں دونوں ایک مقام پر ملتے ہیں یا مس کرتے ہیں۔ مثلاً

۳۔ معانقہ: بغل گیر ہونا۔ اس صورت میں ایک شخص کے بازوؤں کی بنی ہوئی قوس دوسرے کی کمر کے گرد حلقہ بناتی ہے۔ یعنی دونوں قوسیں ایک دوسرے کو قطع کر جاتی ہیں۔ 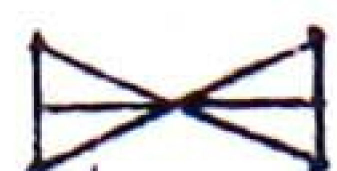

۱

۲

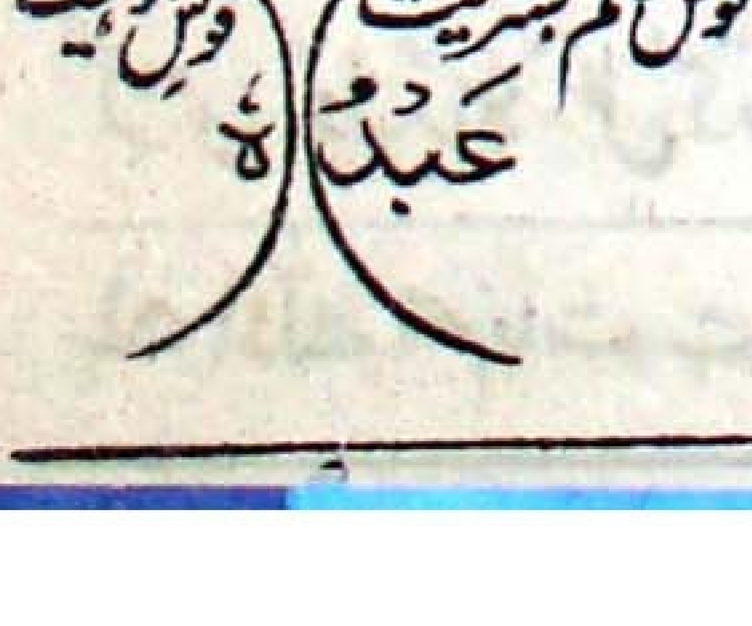

اسی طرح سامنے کی شکلوں میں:-

۱۔ قَوْسَین: قوس الوہیت اور قوس عالم بشریت ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔

۲۔ قَابَ قَوْسَین۔ دونوں قوسیں ایک دوسرے سے مس کرتی ہیں۔ یہ صورت ہاتھ ملانے کی صورت سے

Marfat.com

مشابہ ہے۔ یہ صورت دائمی ہے۔ جس پر حضور پاکؐ فائز ہیں۔ اسی سبب سے آپ کا اسم گرامی عَبۡدَہٗ ہے۔

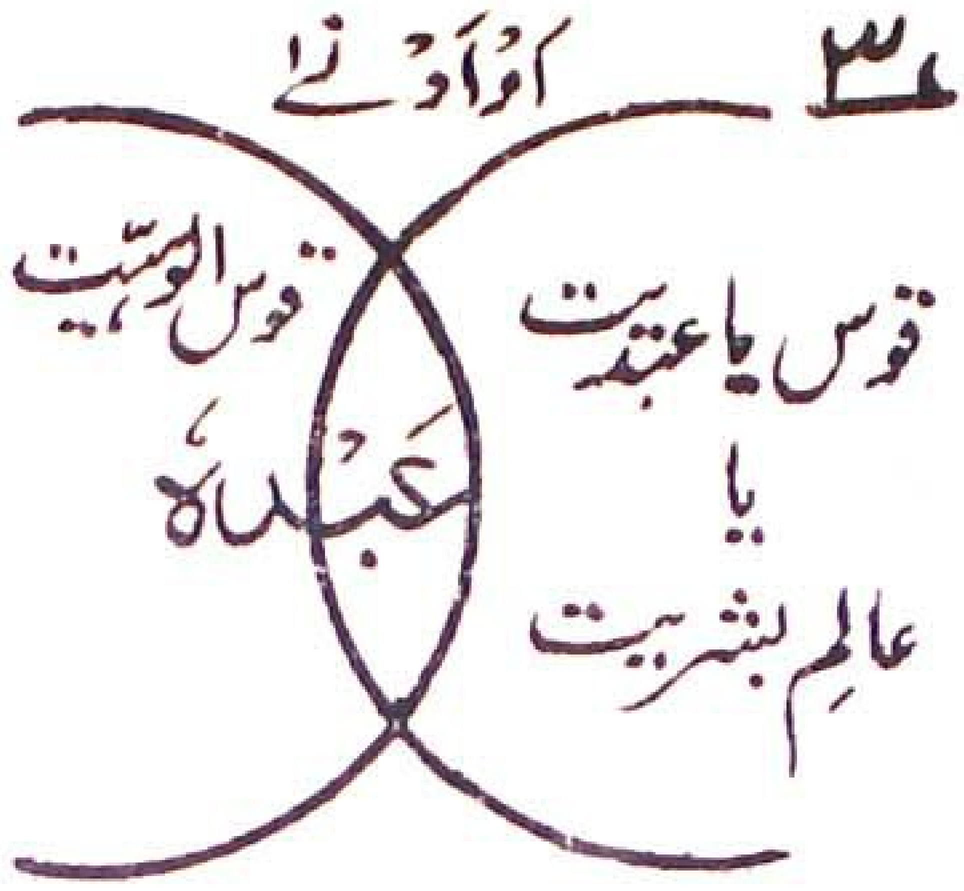

۳۔ اَوۡ اَدۡنےٰ۔ یہ ملاقات کی تیسری صورت ہے۔ جو بغل گیر ہونے سے مشابہ ہے اس میں دو قوسین ایک دوسرے کو قطع کر گئی ہیں جیساکہ شکل سے ظاہر ہے۔

کَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنیٰ۔ معراج شریف کی توضیح کے لیے آیا ہے۔ دونوں قوسیں ایک دوسرے کو قطع کر جانے سے عَبۡدَہٗ کا وہ مقام جو ان قوسوں کے مقام اتصال پر تھا، عرش الوہیت کے بیچ میں چلا گیا ہے، جوکہ جلال و کمال کے انتہائی اتحاد سے عبارت ہے

یہ وہ ملاقات ہے جو انبیاءؑ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی اور یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت جبرئیل مقرب فرشتہ ہونے کے باوجود بھی نہ پہنچ سکے

موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسمی

اس ملاقات کے متعلق دو روائتیں ہیں۔

۱۔ یہ معراج شریف کی ملاقات کا بیان ہے۔ جیساکہ ذکر ہوا

۲۔ یہ اس ملاقات کا ذکر ہے، جو حضرت جبرئیلؑ نے کنارۂ آسمان سے زمین پر پہنچ

Marfat.com

کہ حضور پاکؐ سے کی۔ اس صورت سے بھی معراج شریف کی ملاقات کی توضیح مقصود ہے۔ جیساکہ معراج شریف کے بیان کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا بیان ہے۔ دوسرے میں آسمانی سیاحت کا۔ مسجد اقصیٰ لوگوں کا دیکھا ہوا مقام تھا جو حضور اقدس نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب آپ سے مسجد مذکورہ کے نشانات پوچھے گئے تو آپ نے من و عن اُن کا حال بیان فرمایا۔ یہ اس امر کی تصدیق تھی کہ جس طرح اس رات میں یہ سفر کیا گیا تھا اُسی طرح آسمانی سفر بھی طے ہوا۔ گویا معلوم شئے کا بیان نامعلوم شئے کی تصدیق کے لئے پیش کیا گیا۔ اسی طرح فرمایا گیا ہے، کہ جس طرح حضرت جبرئیل نے کنارۂ آسمان سے زمین پر پہنچ کر نہایت قریب سے حضور پاکؐ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اسی طرح حضور اقدس نے عرشِ معلّٰی پر پہنچ کر نہایت قریب سے بارگاہ خداوندی کا شرف نیاز حاصل کیا۔

دیگر انبیاء اور اولیاء کے مقامات

اوپر بیان ہوا ہے کہ دونوں دائروں کا مقامِ اتصال حضور پاکؐ کا خاص مقام ہے جو اور کسی کو حاصل نہیں۔ دوسرے تمام انبیا کا مقام اس مقام کے قرب میں ہے جس طرح افق سے سورج نکلتا ہے تو زمین کا وہ حصہ روشن ہو جاتا ہے۔ جہاں وہ نظر آنے لگتا ہے مگر جس حصہ پر ابھی طلوع نہیں ہوتا۔ وہاں صبح صادق کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے قریب حصہ میں زیادہ۔ بعید حصہ میں کم۔ اسی طرح نقطۂ تماس یا مقام اتصال انوار الٰہی کے

Marfat.com

طلوع کا مقام ہے جو حضور پاک کے لئے مخصوص ہے۔ مگر اس کے قریب ایسی روشنی پڑتی ہے۔ جیسے صبح صادق کی۔ اس حصہ میں تمام انبیاءؑ کے مقامات ہیں اور ان کے مدارج مختلف ہیں۔ یاد رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر انوار الٰہی کی ایک ہی شعاع سے بیہوش ہو گئے تھے۔ جبکہ انھوں نے دیدار الٰہی کی آرزو کی تھی۔ باقی تمام انبیاء میں سے کسی نے یہ جرأت ہی نہیں کی۔

اس حصہ میں ایک حصہ نبوت کا ہے۔ دوسرا ولایت کا۔ کیونکہ حدیث شریف ہے۔ عُلَمَاءِ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل ؐ یعنی میری اُمت کے علماء (اولیاء) بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں

انبیاء فاضل تر از اولیاء اند۔ زانچہ نہایت ولایت بدایت نبوت باشد (کشف المحجوب) (یعنی انبیاء اولیا سے بہت افضل ہیں۔ کیونکہ ولایت کی جہاں انتہا ہے۔ وہاں سے نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔

شب معراج عروج تو زافلاک گزشت ‎ ‎ ‎ ‎ به مقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

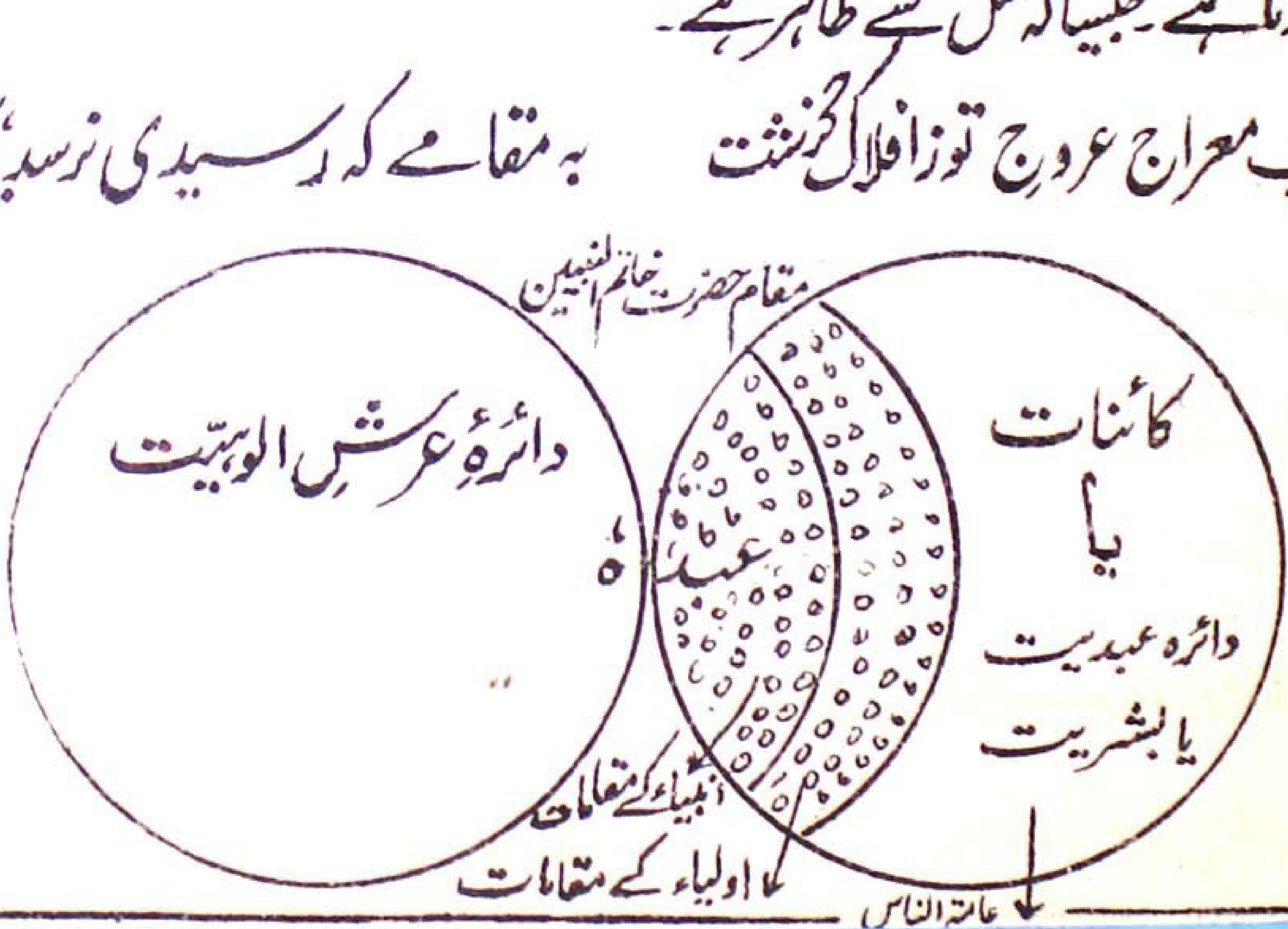

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

نقشۂ انعکاسِ نور۔ اور توضیح مقامِ نور

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ

(سورہ نور) (پ ۱۸ ع ۱۱)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کے نور کی مثل ایسے ہے، جیسے ایک طاقچہ ہو۔ جس میں چراغ ہو۔ چراغ شیشہ کے اندر ہو۔ شیشہ ایسا ہو کہ گویا روشن ستارہ ہے اور وہ چراغ روشن کیا جائے درخت مبارک زیتون کے تیل سے نہ مشرق کی طرف ہو نہ مغرب کی طرف۔ اس کا تیل بہ سبب اپنی نفاست کے) روشن ہو جائے اگرچہ اُسے آگ نہ پہنچے (پھر تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کی توضیح کے لیے جو مثال بیان ہوئی ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

Marfat.com

دُنیا

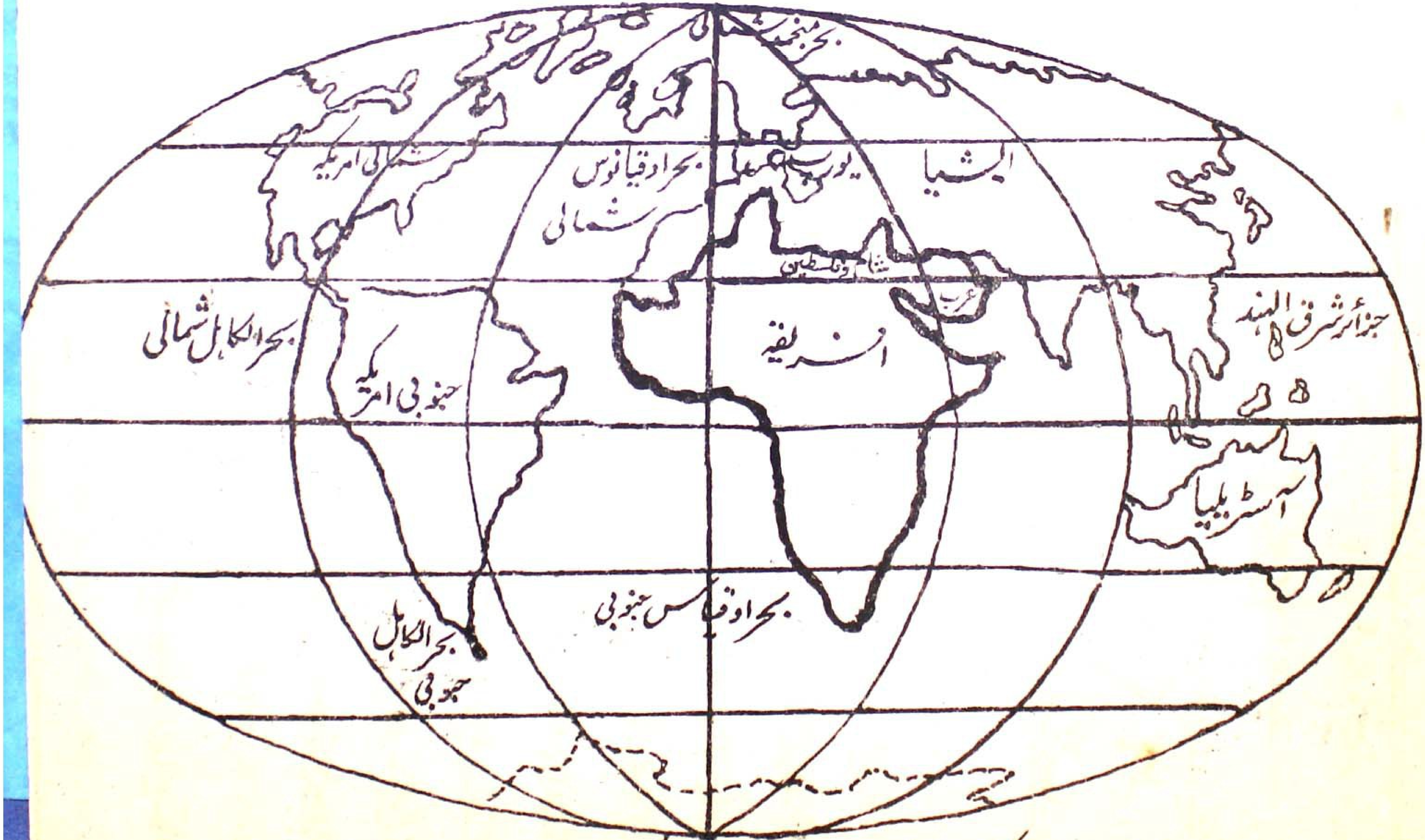

ممالک عرب و شام و فلسطین کی مرکزیت

Marfat.com

۱۔ طاقچہ ۲۔ چراغ مع چمکدار شیشہ

۳۔ زیتون کا تیل۔ ۴۔ زیتون کا درخت

۱۔ **طاقچہ** : وہ مقام جو دائرۂ عرش الوہیّت و دائرۂ عالمِ بشریت کے مقام اتصال پر ہے۔ جس کی توضیح ہو چکی ہے۔

۲۔ **چراغ مع شیشہ** : حضور سرورِ کائنات کا نور۔ جسے اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ یہ نور مقام اتصال پر قائم ہے۔

۳۔ **زیتون کا تیل** : اس سے اللہ تعالیٰ کا نور مُراد ہے۔

۴۔ **زیتون کا درخت** : عرشِ الوہیت + جس طرح طاقچہ میں چراغ رکھتے ہیں اور چراغ پر چمکدار شیشہ ہوتا ہے۔ اس چراغ میں زیتون کا تیل جلاتے ہیں۔ جس سے روشنی پھیلتی ہے۔ یہ تیل زیتون کے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات اور عرش الوہیّت کے دائروں کا مقامِ اتصال طاقچہ ہے۔ یہاں حضور سرور کائناتؐ کے نور کا چراغ ہے۔ اس پر زیتون کے تیل کی بجائے انوارالٰہی کی شعاعیں پڑتی ہیں جو عرشِ الوہیت سے آتی ہیں۔ جس طرح جلتے ہوئے چراغ سے پیدا شدہ حرارت تو شیشہ تک ہی محدود رہتی ہے۔ مگر روشنی دور تک پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح انوارِالٰہی کی حرارت تو وہیں رُک جاتی ہے۔ مگر نور کی شعاعیں کائنات پر آتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی التجا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی ایک شعاع براہِ راست ڈالی تھی۔ جس سے حضرت موسیٰؑ تو نورِ نبوت کے سبب صرف بیہوش ہو

Marfat.com

گئے تھے۔ مگر کوہ طور جل گیا تھا۔ اسی طرح انوارالٰہی کی شعاعیں اگر حضور اقدس کے نور سے منعکس ہوئے بغیر براہ راست کائنات پر آئیں تو ہر شے کو جلادیں۔ یہ شعاعیں سارے آسمانوں یعنی سورج۔ چاند۔ستاروں اور سیاروں، دیگر اجرام فلکی میں ساری وطاری ہیں ان کی باہمی کشش۔ گردشیں۔ ان میں زندگی کے آثار اور ان سب کا قیام اسی نور سے ہے اور اگر یہ نور ان پر نہ پڑے۔ تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔

زمین پر بھی یہی نور ساری وطاری ہے۔ چنانچہ پودوں کا اُگنا، بڑھنا، رنگ برنگ کے پھول کھلنا۔ پھلوں کا پکنا۔ جراثیم، کیڑوں، پرندوں، حیوانات اور انسانوں کا تشکل پذیر ہونا، اور ان کی زندگی سب کچھ اسی نور سے ہے۔ یہ نور ہماری رگ وپئے میں سرایت پذیر ہے۔ یعنی ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔
جس طرح برقی لہریں زمین کے گرد گھومتی ہیں، جو نہ تو ہمیں محسوس ہوتی ہیں اور نہ ہم اُن سے براہ راست کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر جب ہم برقی آلہ تیار کرکے اس میں تقریر کرتے ہیں پھر اُسے ریڈیو سیٹ (برقی آلہ) سے جہاں چاہیں اخذ کر سکتے ہیں اسی طرح نور کی شعاعیں ہر مقام پر طاری ہیں مگر ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس نور سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دل کا تار کسی اہل دل سے ملایا جائے جس کا سلسلہ اولیائے کرام سے ہوتا ہوا حضور اقدس تک پہنچتا ہو۔ اس صورت میں دل روشن ہو جاتا ہے۔ گویا ہم اس نور سے بالواسطہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کرامت۔ ولی اللہ کے دل میں نور کی بہت بڑی طاقت موجود ہوتی ہے

Marfat.com

اس سے وہ فضائی نور کا مشاہدہ کر سکتا ہے اور اس کے تخلیقی کاموں سے آگاہ ہو جاتا ہے جو ہمیں معلوم نہیں۔ ایسی ہی مافوق الفطرت باتوں کے اظہار کا نام کرامت ہے۔

نورِ نبوّت : حضور اقدس کا نور جو مقام اتصال پر ہے، اس کا ایک جزو حضرت آدمؑ سے لے کر پشت در پشت وجود میں آتا رہا اور انبیائے علیہم السّلام باری باری مبعوث ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ سب سے آخر میں حضور خاتم النبیین مبعوث ہوئے۔

ٹیلی ویژن : ریڈیو سے نشر شدہ تقریر ہر جگہ سُن سکتے ہیں۔ ٹیلی ویژن سے ہزاروں میل دور مقرر کی تصویر بھی نظر آجاتی ہے۔ اسی طرح جب حضور اقدسؐ کے نورِ پر انوارِ الٰہی کی شعاعیں پڑتی ہیں تو حضور اقدسؐ کی شبیہہ مبارک بھی منعکس ہو کر کائنات میں آجاتی ہے۔ جیسے ٹیلی ویژن کی تصویر۔ پس اس شبیہہ مبارک کو ہر اس جگہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں روشن دل کا ٹیلی ویژن سیٹ موجود ہو۔ چنانچہ مومن کا دل ہو یا محفلِ میلاد، عالم خواب ہو یا بیداری، منور اور بیدار دل کو یہ شبیہہ مبارک نظر آجاتی ہے۔ یعنی ایسا شخص زیارت اقدس سے مشرف ہو جاتا ہے۔

قبر کی تاریکی میں ایسا ٹیلی ویژن سیٹ فرشتے مہیا کرتے ہیں اور وہاں شبیہہ مبارک دکھائی جاتی ہے۔ حاضر ناظر کے مسئلہ کا حل یہی ہے۔

زیتون کے درخت کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ وہ نہ شرقی ہو نہ غربی۔ اگر وہ درختوں کے جھنڈ کے مشرق میں ہوگا تو اس پر صرف مشرق سے روشنی پڑے گی۔ مغربی جانب

Marfat.com

اللہ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سورج - چاند - ستارے - سیارے زمین

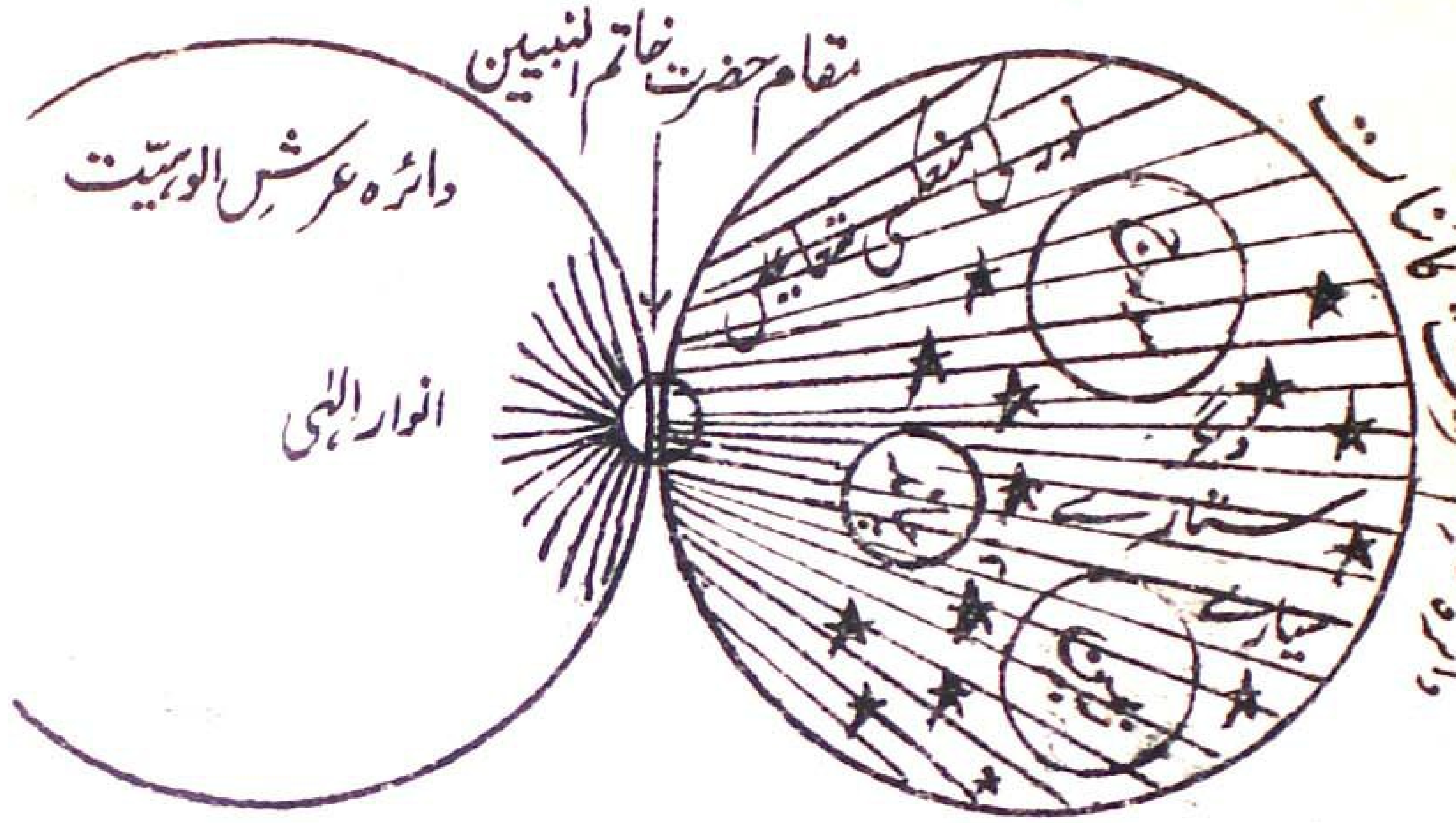

انوار الٰہی کی منعکس شعاعوں سے دلوں کا روشن ہونا

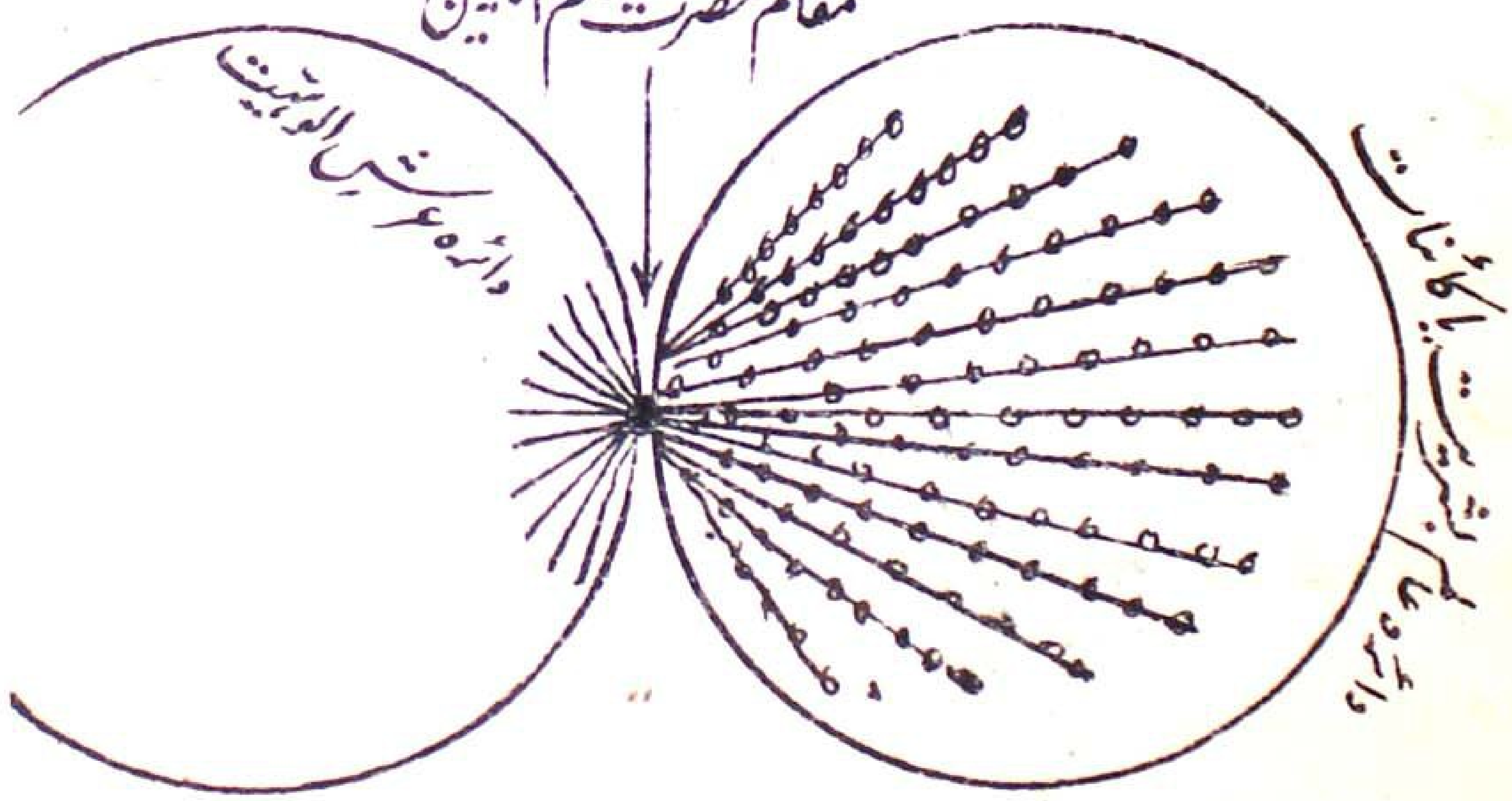

سے اس کی نشو و نما نا مکمل ہوگی اور اگر وہ جھنڈ کے مغرب میں واقع ہوگا تو صرف مغرب سے اس پر روشنی پڑے گی اور مشرقی حصّہ محروم رہے گا۔ اس طرف سے وہ پورے طور پر نہیں بڑھ سکے گا۔ پس وہ درخت جو بیچ میں ہوگا اور اس کے مشرق و مغرب میں کوئی درخت نہ ہوگا تو اس پر سورج کی شعاعیں دونوں طرف سے پڑیں گی۔ جس سے یہ درخت پورے طور سے بڑھے گا اور ایک تناور درخت بن جائے گا۔ جس سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں اور عمدہ تیل میسر ہوگا۔ اس میں ایک بلیغ اشارہ ہے۔ وہ خطۂ زمین جس میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کنعان، بیت المقدس اور کوہ طور اور دیگر ایسے مقدس مقامات ہیں۔ جہاں انبیاء علیہم السلام عام طور پر مبعوث ہوتے رہے، اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایک ایسا خطّہ ہے کہ اس کے گرد و نواح میں بڑے بڑے برِّاعظم مثلاً یورپ۔ ایشیا افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ نیز نئی دنیا (امریکہ) اس خطہ سے مغرب اور مشرق میں قریباً یکساں فاصلہ پر ہے۔ کُرۂ ارض کی آبادی عام طور پر شرقاً غرباً پھیلی ہوئی ہے۔ شمال اور جنوب میں عموماً ناقابلِ رہائش سرد اور غیر آباد خطے ہیں یا منجمد سمندر۔ پس وہ خطّہ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ تمام برِّاعظموں کے قریباً درمیان میں ہے۔ اسی لئے نبوّت کی تمام شمعیں بالعموم اسی خطہ سے روشن ہوئی ہیں تاکہ نورِ نبوت کی روشنی انسانی آبادی میں آسانی سے ہر جگہ پہنچ سکے۔ یہ ہیں معنے لاشرقیۃ ولا غربیۃ کے ارشادِ ربانی میں

واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ

آسمان

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج (قرآن حکیم) اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا۔

بادل عام طور پر زمین سے ایک میل کی اونچائی پر ہوا میں اُڑتے ہیں۔ برسنے والے بادل اس سے بھی کم بلندی پر ہوتے ہیں۔ اگر ہم کسی پہاڑ پر کھڑے ہوں تو اکثر اوقات ایسا دیکھنے میں آئیگا کہ نچلے مقام پر تو مینہ برس رہا ہے۔ مگر جہاں ہم ہیں۔ وہاں نہ بادل ہے نہ بارش۔ اس آیہ اقدس میں جو ذکر ہوا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ بارش بلندی سے برستی ہے۔ یہاں آسمان سے بلندی کا اظہار مقصود ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ○ (آیہ اقدس)

"اور وہی ہے جس نے رات و دن آفتاب اور مہتاب کو پیدا کیا۔ (سب آفتاب و مہتاب) ایک دایک) آسمان میں تیر رہے ہیں"

اس آیہ اقدس میں بیان ہوا ہے کہ سورج اور چاند اپنے اپنے آسمان کی وسیع خلاؤں میں تیر رہے ہیں اور ہر آسمان کے اجرام فلکی جن کی تعداد بیشمار ہے۔ جدا جدا ہیں۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط (آیہ اقدس)۔

(اللہ تعالےٰ نے) پھر آسمان کی طرف توجہ کی اور انہیں سات آسمان بنا دیئے۔)

اس سے ظاہر ہے کہ آسمانوں کی تعداد سات ہے اور ہر آسمان کے اجرام فلکی

Marfat.com

الگ الگ ہیں جو ان میں تیر رہے ہیں۔

آسمانی وسعتیں

ان خلاؤں کا اندازہ لگانے کے لئے جو اجرام فلکی اور زمین کے درمیان ہیں مندرجہ ذیل تجربہ سے فائدہ اٹھایئے۔

گولی کا حجم : کمرے کا حجم

زمین کا حجم : اس خلا کا حجم جس کے ذرات سے زمین بنی تھی۔

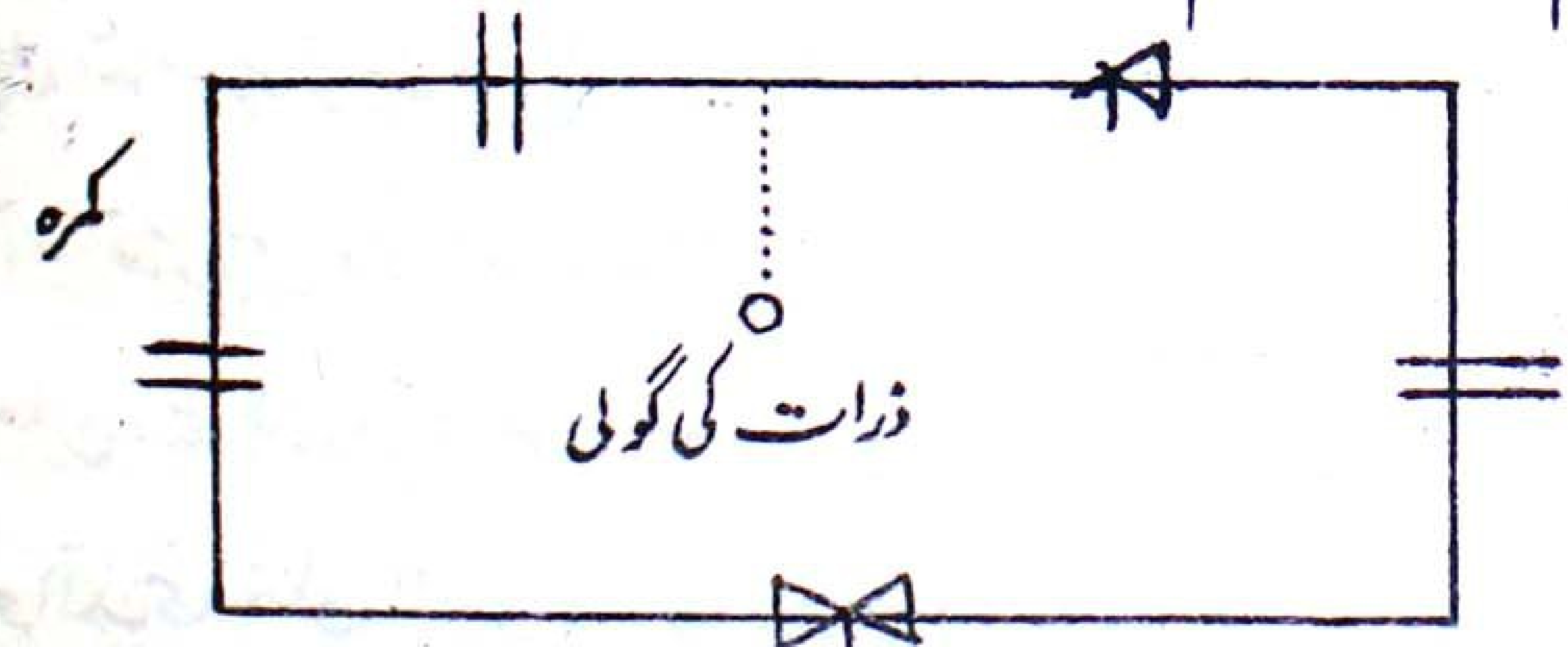

ایک گرد آلود ہوا دار کمرے کے دروازے۔ کھڑکیاں اور روشندان بند کر کے اس ہوا میں سے کل خاکی ذرات کو جمع کر کے ایک گولی بنا لیجئے اور اسے کمرے میں لٹکا دیجئے اس گولی کے حجم کو جو نسبت کمرے کے حجم سے ہے وہی نسبت ایک سیارے ستارے یا زمین کے حجم کو اس خلا سے ہے جس کے ذرات سے اس کا جسم بنا ہے۔ کیونکہ یہ کائنات پہلے گیس یا دھواں کی حالت میں تھی۔

Marfat.com

اَلْاَرْضُ

زمین

قرآن حکیم میں آسمانوں کے ساتھ زمین کا جہاں بھی ذکر آیا ہے آسمان کو جمع کی صورت میں زمین واحد کی شکل میں بیان فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسی ایک زمین کا ذکر ہو رہا ہے۔ جس میں ہم رہتے ہیں۔

زمین کے طبقات کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ط

اللہ وہی ہے۔ جس نے سات آسمان پیدا کئے۔ اور زمین سے (بھی) اس کی مانند (سات طبقے بنائے)

اس آیہ اقدس کی رو سے غالباً زمین کو ان سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن کا اثر آب و ہوا پیداوار اور انسانی بود و باش پر نمایاں ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ استوائی خطہ۔ خط استوا سے ۵ درجے شمال اور ۵ درجے جنوب تک آب و ہوا سخت گرم مرطوب۔

۲۔ نیم گرم شمالی خطہ۔ ۵ درجے شمال سے ۲۳½ درجے شمال یعنی خط سرطان تک

Marfat.com

گرمیوں میں گرم۔ سردیوں میں سرد۔

۳۔ معتدلہ شمالی ۲۳½ درجے شمال سے ۶۶½ درجے شمال تک آب و ہوا سرد۔

۴۔ نیم گرم جنوبی خطہ۔ ۵ درجے شمال سے ۲۳½ درجے جنوب یعنی خط جدی تک

۵۔ معتدلہ جنوبی ۲۳½ درجے جنوب سے ۶۶½ درجے جنوب تک آب و ہوا سرد۔

۶۔ منطقہ باردہ شمالی۔ ۶۶½ درجے شمال سے ۹۰ درجے شمال قطب شمالی تک آب و ہوا سخت سرد۔ برفانی علاقہ۔

۷۔ منطقہ باردہ جنوبی ۶۶½ درجے جنوب سے ۹۰ درجے جنوب یعنی قطب جنوبی تک آب و ہوا سخت سرد۔ برفانی علاقہ۔

دونوں سرد خطوں کو جن میں آبادی بہت ہی کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ چھوڑ دیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی آبادی روئے زمین پر شرقاً غرباً واقع ہے جس کا اشارہ لاشرقیاً و لاغربیاً میں موجود ہے۔

کرۂ ارض پر سات برِّ اعظم ہیں:۔

۱۔ ایشیا۔ ۲۔ یورپ۔ ۳۔ افریقہ۔ ۴۔ آسٹریلیا۔ ۵۔ شمالی امریکہ۔ ۶۔ جنوبی امریکہ۔ ۷۔ مجمع الجزائر شرق الهند۔

بڑے بڑے سمندر بھی سات ہیں:۔

۱۔ بحر الکاہل شمالی۔ ۲۔ بحر الکاہل جنوبی۔ ۳۔ بحر اوقیانوس شمالی۔ ۴۔ بحر اوقیانوس جنوبی۔ ۵۔ بحر ہند۔ ۶۔ بحر منجمد شمالی۔ ۷۔ بحر منجمد جنوبی

Marfat.com

موجودات کی قسمیں

موجودات کی تین قسمیں ہیں ۔ ۱۔ حیوانات ۔ ۲۔ نباتات ۔ ۳۔ جمادات

۱۔ **حیوانات**۔ ان میں انسان ۔ چوپائے ۔ پرندے ۔ کیڑے مکوڑے اور جراثیم شامل ہیں ۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے :۔

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا ۔۔۔ اور وہ اللہ جس نے تمام جانوروں کے جوڑے پیدا کئے بچے جننے والے ۔ ان میں انسان اور چوپائے شامل ہیں ۔

انسان کی تخلیق ۔۔۔۔۔۔

ھُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا ۔ "وہی اللہ ہے جس نے تمہیں ایک ذات (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی ایک ذات سے اس کی بی بی کو بنایا ۔ تاکہ وہ اس کے ساتھ رہے ۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ۃ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۃ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً اور بیشک یقیناً ہم نے انسان کو ایک چھنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ۔ پھر ہم نے اسے ایک مضبوط جگہ یعنی رحم میں نطفہ بنا کر رکھا ۔ پھر ہم نے نطفہ کو بستہ خون

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

بنایا۔ پھر ہمنے بستہ سے خون گوشت کا ٹکڑا بنایا۔ پھر ہم نے گوشت کے ٹکڑا میں ہڈیاں پیدا کیں۔ پھر ہم نے ہڈی پر گوشت پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اس میں دوسری صورت پیدا کی۔ پس بزرگ ہے اللہ اور بہتر پیدا کرنے والا۔

خدا تعالےٰ نے انسانوں میں نر۔ مادہ۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھے بنائے ہیں اسلام میں ایک سے زیادہ یعنی چار عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ بعض مذاہب کے لوگ جن میں ایک ہی عورت سے شادی کا رواج ہے۔ اس پر اعتراض کرتے ہیں اس میں بڑی مصلحت ہے۔ وہ یہ کہ بعض اوقات قوموں میں جنگ چھڑ جاتی ہے اور اس میں بالعموم مرد کام آتے ہیں ایسی صورت میں عورتوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس حالت میں عورتوں کی آبادی میں مدغم کرنے کی واحد صورت یہی ہے۔ کہ مرد ایک سے زیادہ شادیاں کرلیں۔ یورپ میں گزشتہ دو جنگوں کے بعد عورتوں کی تعداد زیادہ ہے جس سے اخلاقی ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ عام حالت میں بھی مرد ایک سے زیادہ شادی کر سکتا ہے۔ مگر اس میں اسلام نے ایک بڑی شرط یہ رکھی ہے کہ عورتوں سے مساوی برتاؤ کیا جائے اور ان کے حقوق کا برابر خیال رکھا جائے جس طرح رحم میں انسان کے صورت پذیر ہونے کا ذکر ہوا ہے۔ حیوانات کی تخلیق بھی اسی طرح ہے۔

Marfat.com

ب۔ انڈوں سے پیدا ہونے والے

ان کے متعلق ارشاد ہے ۔۔۔

مَن یُّخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ وَیُخرِجُ المَیِّتَ مِنَ الحَیِّ۔ "ہم نے مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو پیدا کیا اور زندہ سے مُردہ کو

یعنی انڈے سے زندہ جانور کو پیدا کیا اور جانور سے انڈے کو۔

اہل منطق میں یہ سوال چلا آتا ہے کہ انڈا پہلے ہے یا مرغی۔ انڈا پہلے ہے۔ کیونکہ اجزائے مردہ سے زندہ چیز بھی پیدا کی گئی ہیں۔

ج۔ جراثیم۔ یہ نہ انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں نہ بچے دیتے ہیں بلکہ ان کی بڑھوتری کا طریقہ الگ ہے۔ ان میں ایک جرم کا حصّہ بڑھ کر دوسرا جِرم بنتا اور جدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح دو سے چار، چار سے آٹھ، آٹھ سے سولہ بنتے چلے جاتے ہیں ۔۔۔ ان کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

وَلَئِن سَاَلتَہُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحیَا بِہِ الاَرضَ مِن بَعدِ مَوتِہَا لَیَقُولُنَّ اللّٰہُ ؕ اگر تم اُن سے پوچھو گے کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا اور اس سے بعد اس کے مُردہ ہو جانے کے زندہ کر دیا۔ تو یقیناً یہ لوگ کہیں گے کہ اللہ نے،

جب بارش برستی ہے تو قدرت الٰہی سے سطح زمین میں بے شمار جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ہوا میں نمی حرارت کی موجودگی میں بڑھتے ہیں۔ زمین کا

Marfat.com

وہ حصہ جس پر بارش ہو۔ ان سے پُر ہو جاتا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مفید۔ جیسے دہی۔ اور آٹے کے خمیر کے جراثیم۔ نیز کھاد بنانے والے جراثیم۔

۲۔ مضر۔ جیسے ہیضہ، دق، چیچک وغیرہ بیماریوں کے جراثیم۔

نباتات : یہ ذی روح مخلوق ہے۔ مگر چل پھر نہیں سکتی

اس کے متعلق ارشاد ہے۔ کہ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ

اے شخص کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر زمین سرسبز ہوئی جاتی ہے۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ج

ہم نے ہر چیز کی روئیدگی پیدا کی۔ پھر ہم نے اس سے سبزہ نکالا۔ جس سے ہم نے باہم ملے ہوئے غلوں کے دانے نکالے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔

اور تمام میووں میں دو دو قسم کے (جوڑے جوڑے) بنائے۔

بارش کے ذکر کے ساتھ پودوں اور پھلوں کی پیدائش کا ذکر ہے۔ نیز ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے پھلوں کے جوڑے بنا دیئے ہیں۔ زوجین اثنین سے مراد ان میں نر و مادہ قسم کے جوڑے ہیں۔ پھل پھولوں سے بنتے ہیں۔ پھول میں نر اور مادہ حصے موجود ہوتے ہیں، نر حصہ پر غبار بنتا ہے۔ اس غبار کے مادہ حصہ میں پہنچ جانے سے پھل بننا شروع

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ یہ نر غبار مادہ حصہ تک یا تو ہوا کے ذریعہ پہنچتا ہے یا کیڑوں کے پروں میں لگ کر جو پھول کی پتیوں سے رس چوسنے کے لئے ان پر آ بیٹھتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مکمل پھول۔ ان میں نر اور مادہ دونوں حصّے موجود ہوتے ہیں جیسے کپاس کا پھول

۲۔ نامکمل پھول۔ ا۔ ان میں نر پھول علیحدہ ہوتے ہیں، مادہ پھول علیحدہ۔ جیسے کدّو حلوے وغیرہ کے پھول۔

ب۔ ان میں نر درخت الگ ہوتا ہے۔ مادہ الگ۔ جیسے کھجور کا درخت۔ نر درخت میں نر پھول لگتے ہیں۔ مادہ میں مادہ پھول۔ کیڑوں کے ذریعے نر غبار مادہ درخت کے پھولوں پر آتا ہے۔ جس سے کھجوریں بنتی ہیں۔

ان درختوں کے جھنڈ میں نر درخت کو عام زبان میں کھصی درخت کہتے ہیں۔ یہی نر درخت ہے۔

جمادات۔ بے جان چیزیں۔ جیسے مٹی۔ پتھر۔ لوہا۔ تانبا۔ پانی۔ ہوا۔ ان میں سب سے اہم چیز جو انسان کے لئے بہت کارآمد ہے۔ لوہا ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ط	اور ہم نے لوہا اتارا۔ جس میں سخت لڑائی (کا سامان) ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی لوگوں کو فائدے ہیں۔ تاکہ اللہ اس شخص کو

Marfat.com

معلوم کرے جو اس کے (دین) کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد کرتا ہے۔

اس ایک اہم دھات کے ذکر سے دوسری دھاتوں اور دیگر چیزوں سے بھی فائدہ اٹھانے کی طرف اشارہ ہے۔ تاکہ ان سب سے کام لیا جائے۔

پانی: بارش کے متعلق ذکر ہو چکا ہے کہ اس سے سبزہ اُگتا ہے۔ اناج پیدا ہوتے ہیں اب پانی کے دوسرے فوائد کا بیان ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ زمین میں ہے تمہارے تابع کر دیا ہے اور کشتی کو بھی تمہارے تابع کر دیا ہے۔ جو اسی کے حکم سے دریا میں چلتی ہے۔

مائع (پانی) سے ایک عظیم فائدہ جہاز رانی کے علاوہ، دوسری مائعات مثلاً مٹی کے تیل پٹرول وغیرہ سے بھی فائدہ اٹھانے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ سب چیزوں کو جو زمین میں ہیں انسان کے تابع کر دیا گیا ہے۔

ہوا ۔ وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اور ہواؤں کے چلانے میں آسمانوں اور زمین کے بیچ میں کے تابع فرمان کرنے میں (خدا کی وحدانیت کی نشانیاں ہیں)

ہوا میں تمام ذی روح سانس لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح بادلوں کی صورت میں منوں پانی ہوا کے دوش پر اُڑتا ہے۔ اس طرح ہوائی جہاز بھی اُڑتے ہیں۔ نیز ہوا کے اجزاء یعنی مختلف گیسوں سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ جو جلانے کے کام بھی آ سکتی ہیں جیسے سوئی گیس۔

Marfat.com

تقلید

علامہ اقبالؒ۔ مرید ہندی کی حیثیت سے پیر رومی (حضرت مولانا رومؒ) سے دریافت کرتے ہیں

ع
سرِ آدم سے مجھے آگاہ کر
غائتِ آدم خبر ہے یا نظر

مجھے اس بات سے آگاہ کیجئے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے صرف یہ کہ اسے کائنات اور خدا تعالیٰ کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں ہے۔ یا یہ کہ وہ انتہائی ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کرے۔

مولانا روم ؒ
آدمی دید است باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است

انسان کی زندگی مقصد دیدار ہی تو ہے باقی سب اس کے لوازمات ہیں۔ دید سے مراد دوست کی دید یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مقصد کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ انسان کا رخ دنیا کی طرف ہے اور وہ کاروبار میں مصروف ہے۔ اس کا دل بائیں جانب سے۔ خدا تعالیٰ کا دیدار حاصل

Marfat.com

کرنے کے لئے یہ دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ع

دل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است

دل ہی انوار الٰہی سے روشن ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

دل کے آئینہ میں تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

یا ع "ما در پیالہ عکس رخِ یار دیدہ ایم"

ہم نے دل کے پیالہ میں یار کے چہرے کا عکس دیکھا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں:۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

اوپر ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنے کے لئے دل کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ پس ھُوَ کے دیکھنے کے لئے عَبد کی حرکت بائیں طرف ہے

ھُوَ (ہٗ) کا نور عبد کو اسی نقطہ سے مل سکتا ہے جہاں عبدیت الوہیت سے ملتی ہے اسی مقام پر عَبدُہٗ (حضرت سرور کائنات) فائز ہیں۔ پس عبد کی حرکت بھی اسی جانب ہے۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے

(۱) عَبد بائیں طرف حرکت کرتا ہوا عَبدُہ کے حصّہ عبد کے آگے جا کھڑا ہوا۔ اس کا منہ اگلی جانب ہے اور عَبدُہٗ اس کے پچھلی طرف۔ ظاہر ہے کہ اس نے نہ عَبد کو دیکھا ہے نہ ھُوَ (ہٗ) کو۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حضور پاکؐ کی پیروی کے بغیر ھُوَ (ہٗ) کی تلاش شروع کی۔ مگر بالکل ناکام رہا۔

Marfat.com

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم،
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(۲) عَبْد بائیں طرف حرکت کرتا ہوا عَبْدہٗ کے حصّہ عبد کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہو گیا۔ جب اس نے بائیں طرف دیکھا صرف عَبْد نظر آیا۔ ھُوْ (ہٗ) کو نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ برابر کھڑا ہونے سے تیسرا شخص نظر نہیں آتا۔ اس نے صرف عَبْدہٗ کی عبدیت کو ہی دیکھا اور صرف اسی حیثیت کو پہچانا۔ فوراً پکار اٹھا کہ میں بھی ایسا ہی بشر ایسا ہی نبی۔ ایسا ہی پیغمبر ہوں۔ مگر وائے ناکامی کہ ھُوْ (ہٗ) کا دیدار حاصل نہ کر سکا۔

دیدہ اش محروم از دیدارِ حق
باطنش تار است بے انوارِ حق

اس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہیں اس کا باطن انوار الٰہی کے بغیر بالکل تاریک ہے۔

(۳) عبد بائیں طرف حرکت کرتا ہوا عَبْدہٗ کے حصّہ عبد کے عین پیچھے جا کھڑا ہوا۔ سامنے سے دیکھا۔ عَبْدہٗ کی عبدیت کو پہچانا۔ ذرا بائیں طرف نظر اٹھائی، ھُوْ (ہٗ) کے دیدار سے بھی مشرف ہوا۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است، (علامہ اقبال)

اپنے آپ کو حضور مصطفےٰ تک پہنچا کہ دین تمام کا تمام وہی ہیں۔ اگر تیری رسائی ان تک نہیں ہے تو تیرا دین کفر ہی تو ہے۔

Marfat.com

تیرے مسلمان ہونے کی اولین شرط یہ ہے کہ تو حضور پاک ؐ کی پیروی کرے۔ اسلام ایک نور ہے۔ اس سے وہی مستفیض ہو سکتے ہیں۔ جن کے گلے میں میری پیروی کا طوق ہے (حدیث شریف)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے نبی کریم کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے محبوب اور پیارے بننا چاہتے ہو تو میری (نبی کریم کی) تابعداری (اختیار) کرو۔ اللہ تعالےٰ تم کو اپنا پیارا بنائے گا۔ اس آیت اقدس میں حضور پاک ؐ کی اطاعت اور تابعداری کو اللہ تعالےٰ کے محبوب بننے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

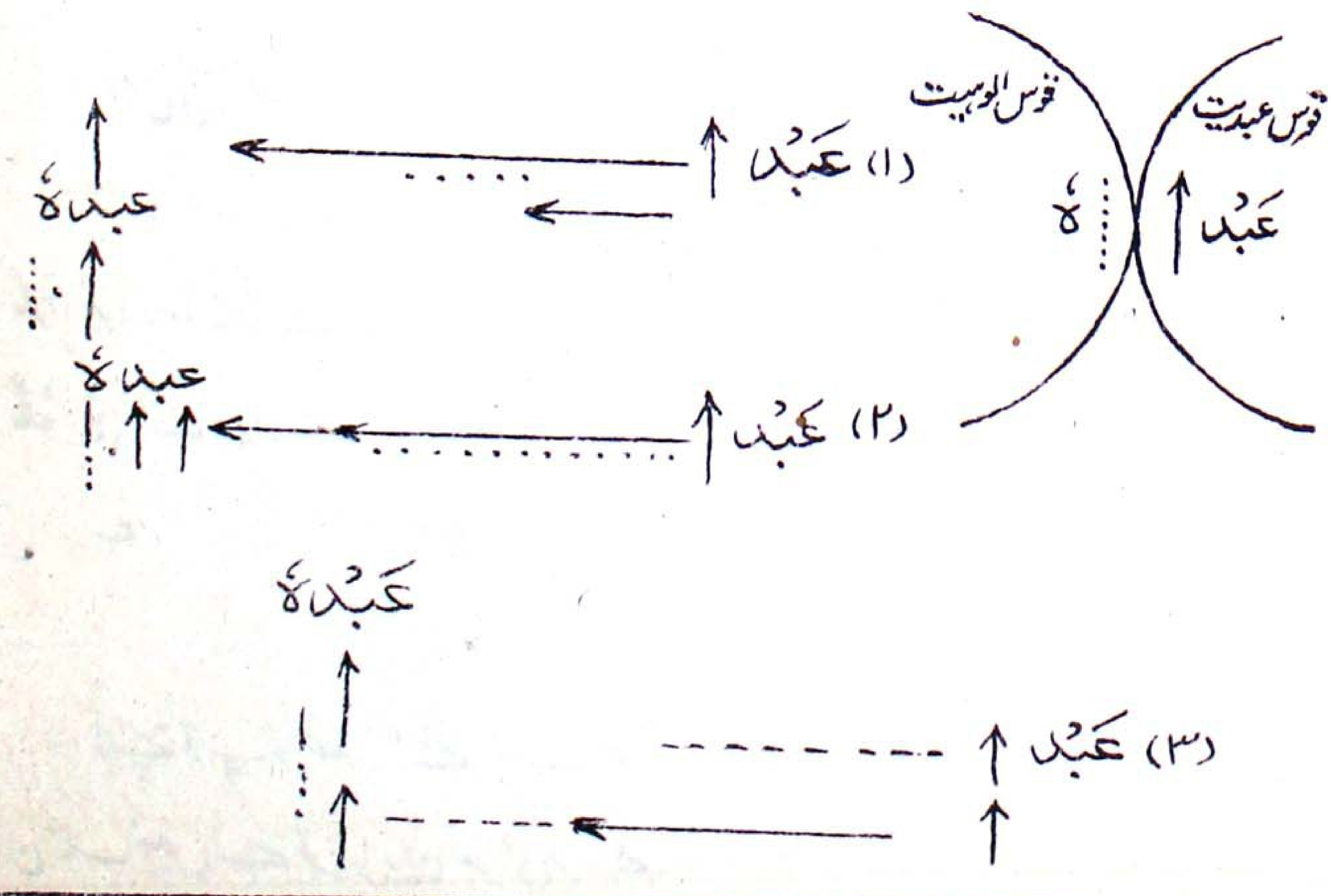

Marfat.com

نور سے فیضیابی

اللہ تعالے کا ارشاد ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ تحقیق اللہ تعالے اور اس کے فرشتے حضور نبی پاک پر درود بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔

اللہ تعالے کا حضورؐ پر درود بھیجنا کیا ہے۔ اپنے انوار کی ہر وقت بارش۔

اس آیہ اقدس میں اللہ تعالے فرماتے ہیں :۔

١۔ میں اپنے نبی پاک پر درود بھیجتا ہوں۔

٢۔ میرے فرشتے بھی یہی کام سر انجام دیتے ہیں۔

٣۔ درود حضور نبی پاکؐ پر بھیجا جا رہا ہے۔

٤۔ اے مومنو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔

اس آیہ اقدس کا مطلب سمجھنے کے لئے غور کیجئے۔ آپ ہر روز ریڈیو سے تقریریں اور خبریں سنتے ہیں۔ اس میں ذیل کے امور کا تعلّق ہوتا ہے :۔

١۔ مقرّر یا گوّیا آواز نشر کرتا ہے۔

٢۔ آلہ نشر جس سے آواز نشر کی جاتی ہے۔

Marfat.com

۳۔ ایتھر کی لہریں جو آواز کو فضا میں پھیلاتی اور مختلف مقامات پر پہنچاتی ہیں۔

۴۔ ریڈیو سٹ جو آواز کو اخذ کرتا ہے۔

۵۔ بٹن دبانا۔ جس سے آواز کو سن سکتے ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح

۱۔ اللہ تعالےٰ اپنے انوار رحمت کو نشر فرماتے ہیں۔

۲۔ آلۂ نشر جہاں سے انوار نشر کئے جاتے ہیں۔ حضرت عبدہٗ ہیں جن کا مقام دائرۂ عرش الوہیت اور دائرہ بشریت کے عین مقام اتصال پر ہے۔

۳۔ ایتھر کی لہروں کا کام فرشتے سرانجام دیتے ہیں۔ جو انوار کو فضا میں پھیلاتے ہیں۔

۴۔ عبد بمنزلہ ریڈیو سٹ ہے جو ان انوار کو اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۵۔ بٹن دبانے سے جس طرح آواز سنائی دیتی ہے۔ اسی طرح درود شریف پڑھنے سے عبد ان انوار کو اخذ کرتا ہے۔

Marfat.com

نورِ جان یا رُوح

قرآن حکیم میں روح کے متعلق ارشاد ہے

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ۔ اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کہہ دیجئے کہ رُوح میرے رب کا امر یا حکم ہے۔

جس طرح ملازمت یا نوکری میں حکم کارفرما ہوتا ہے۔ کہ حکم قائم ہے تو ملازمت بھی قائم ہے۔ حکم منسوخ ہے تو ملازمت بھی منسوخ ہے۔ اسی طرح روح بھی زندگی میں کارفرما ہے۔ روح قائم ہے تو زندگی بھی قائم ہے۔ روح جسم سے خارج ہو جائے، تو زندگی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

بشر کی پیدائش کے متعلق فرمانِ باری تعالےٰ ہے کہ ہم نے اس کا جسم خمیر کی ہوئی مٹی سے بنایا ہے۔ جس طرح آٹے میں کوئی چیز ملا کر خمیر اٹھایا جاتا ہے۔ اسی طرح خمیر کی ہوئی مٹی سے یہ مراد ہے کہ انسان کے جسم کو مٹی میں ملے ہوئے ان اجزاء سے بنایا ہے جو اس کے جسم کی ساخت میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:۔
آکسیجن۔ ہائیڈروجن۔ نائٹروجن۔ کاربن۔ چونا۔ فاسفورس۔ لوہا۔ پوٹاشش وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالےٰ نے جہاں بدن کو مادی اجزاء سے بنایا ہے۔ وہاں رُوح کے متعلق

Marfat.com

ارشاد ہے :

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي ہم نے اپنی روح سے اس میں جان پھونک دی۔

روح کو اپنی روح سے نسبت دینے سے یہ مدعا ہے کہ روح کی تخلیق نور سے کی گئی ہے اب مسئلہ حیات کو یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح ریڈیو سٹ میں برقی رو داخل کی جاتی ہے تو اسی قوت سے وہ فضائی برقی رُو سے آواز اخذ کر لیتی ہے جس سے ہم دور دور کے شہروں سے نشر شدہ تقریریں سُن لیتے ہیں۔ برقی رو جاری ہو تو آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ جونہی اسے بند کر دیا جائے۔ آواز بھی بند ہو جاتی ہے۔ یہی حال جسم کا ہے۔ اس میں روح موجود ہے۔ یہ رُوح اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے نور کو جذب کرتی ہے جو فضا میں ہر طرف ساری وطاری ہے۔ اس سے جسم بڑھتا ہے۔ زندگی قائم رہتی ہے۔ روحِ قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وہ نور ہے جو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور تمام کائنات کی زندگی کا باعث ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور ہم شہ رگ سے بھی قریب تر ہیں۔

(۱) بعض ریڈیو سٹ بالکل چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان سے ایک ہی آدمی آواز سُن سکتا ہے۔ وہ بھی کانوں سے لگا کر۔ بعض بڑے ہوتے ہیں۔ جن کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ چھوٹے ریڈیو میں برقی طاقت کم خرچ ہوتی ہے اور بڑے

Marfat.com

سٹ میں زیادہ

(۲) چھوٹی چھوٹی بیٹریاں بازار میں بکتی ہیں بعض ان سے بڑی ہوتی ہیں اور برقی قمقمے چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی۔ روشنی تو ان سب سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر چھوٹے لمپوں اور بیٹریوں سے کم۔ بڑوں سے زیادہ۔ اسی لحاظ سے ان میں برقی طاقت بھی کم و بیش خرچ ہوتی ہے۔

(۳) ذیل کی رقوم کا ملاحظہ فرمائیے :-

۹	۹	۹	۹	۹
۸	۸	۸	۸	۸
۷	۷	۷	۷	۷
۶	۶	۶	۶	۶
۵	۵	۵	۵	۵
۴	۴	۴	۴	۴
۳	۳	۳	۳	۳
۲	۲	۲	۲	۲
۱	۱	۱	۱	۱

ان میں سے ایک رقم میں ایک ہی ہندسہ ہر درجہ پر موجود ہے۔ دوسری رقم میں بھی ہندسہ ایک ہی ہے اور وہی سب درجوں میں موجود ہے۔ یعنی تمام رقموں کی کیفیت ایک ہے۔ مگر سب سے اوپر کی رقم کی قیمت سب سے زیادہ ہے اور نیچے کی رقم کی سب سے کم ہے۔ یعنی ان کی مقداریں بھی مختلف ہیں۔

ان مثالوں میں آواز اور رقوم کی کیفیت تو ایک ہی ہے۔ مگر ان کی مقداروں میں بڑا فرق ہے۔

اسی طرح جانداروں میں روح کی کیفیت تو ایک ہے کہ سب میں کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، اور بڑھنا ایک ہی طرح ہے۔ مگر ان کے اجسام میں بڑا تفاوت ہے۔ اس کی صورت بھی وہی ہے۔ جس کا ذکر اوپر

Marfat.com

کی مثالوں میں آیا ہے۔ نورِ جان کی مقدار جس قدر ہو فضائی نور بھی اسی مقدار میں اس میں جذب ہوتا ہے اور جسم اسی حساب سے چھوٹا اور بڑا بنتا ہے۔ مثلاً مکھی اور چیونٹی کی جانیں ننھی ننھی ہیں۔ یہ اتنی ہی مقدار میں فضائی نور جذب کرتی ہیں۔ چنانچہ ان کے جسم ننھے ننھے ہیں۔ ہاتھی اور شیر میں نورِ جان کی مقدار ان سے بہت زیادہ ہے۔ وہ اتنی ہی زیادہ مقدار میں فضائی نور کو جذب کرتے ہیں۔ ان کے جسم بڑے بڑے اور مضبوط ہوتے ہیں۔

انسان کی روح سب سے طاقتور ہے۔ اس کی مقدار ان سے زیادہ ہے کیونکہ اس کو ادراک اور فہم کے ساتھ نطق بھی حاصل ہے اور اس کی عقل ان سے بہت بڑھ کر ہے۔ جس سے یہ سب پر غالب آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب کچھ انسان کی خاطر بنایا ہے۔ پس اسے قوت اور عقل بھی زیادہ بخشی ہے۔ اس لحاظ سے یہ تمام حیوانات سے افضل اور بہتر ہے۔

Marfat.com

روشنی

۱۔ رات کے وقت تاریک کمرہ میں انسان کوئی کام نہیں کر سکتا۔ وہاں چوہے ناچتے ہیں۔ بلیاں دوڑتی ہیں۔ جب روشنی آجاتی ہے۔ بلیاں اور چوہے بھاگ جاتے ہیں۔ اور انسان اطمینان سے کام کر سکتا ہے۔

اسی طرح جب انسان کے دل میں نور حق کی روشنی آتی ہے تو شیطانی وسوسوں کے چوہے اور بلیاں بھاگ جاتی ہیں۔ انسان اپنے خالق حقیقی سے لو لگاتا ہے۔

۲۔ سنسان جنگل میں جہاں انسانی آبادی نہیں ہوتی۔ شیر دھاڑتے ہیں۔ ہاتھی چنگھاڑتے ہیں۔ جب وہاں انسانی آبادی آتی ہے۔ شیر پنجروں میں بند کر کے سرکسوں میں لائے جاتے ہیں۔ ہاتھیوں پر سواری کرتے ہیں۔ بوجھ لادتے ہیں۔ جب دل کے سنسان جنگل میں نور حق آتا ہے تو حرص و ہوا کے شیر اور ہاتھی مغلوب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ — کہہ دیجئے حق آگیا اور باطل چلا گیا۔

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا — بلاشبہ باطل جانے والی چیز ہے۔

Marfat.com

نورِ ہدایت

جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ انسان کی عقل و دانش کا انحصار تو اس کی رُوح کی طاقت پر ہے۔ مگر کفر و ایمان کا فرق اس میں نورِ جان سے نہیں بلکہ نورِ ہدایت سے آتا ہے۔ نورِ ہدایت کا منبع نورِ نبوت ہے اور نورِ نبوت کا ماخذ وہ نور ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ یعنی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور۔ چنانچہ حدیث شریف ہے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ۔ سب سے پہلے میرے نور کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا

نیز:۔

کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمَ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ٥ ہم اس وقت بھی نبی تھے۔ جب حضرت آدم ابھی آب و گِل میں جلوہ گر تھے۔

نورِ ہدایت کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ جس طرح کسی جلتے ہوئے لمپ کے سامنے لوہے یا ٹین کا صیقل شدہ ٹکڑا یا آئینہ رکھ دیں تو وہ اس روشنی سے چمک اُٹھتے ہیں۔ ان میں سے روشنی کی شعاعیں نکلتی دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح جب دل نورِ ہدایت کے کسی لمپ کے سامنے آتا ہے تو چمک اُٹھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے زندگی کے ساتھ ہی نورِ ہدایت بھیجا ہے۔ جو حیوانات پر نہیں۔ صرف انسانی

Marfat.com

آبادی پر اپنا اثر کرتا ہے۔ اس سے کفر کی تاریکی دُور ہوتی ہے۔

انسانی دلوں میں باقاعدہ روشنی بعینہٖ اسی طرح آتی ہے جس طرح برقی لمپوں میں۔ جن کے تار کھمبوں پر سے ہوتے ہوئے برقی ہیڈ ورکس میں پہنچتے ہیں۔ انسان کو اس لحاظ سے ایک کھمبا تصوّر کر لیجئے۔ جس طرح برقی رو کے کھمبوں کے ساتھ تار ملا دینے سے کمرہ میں رکھا ہوا برقی لمپ فوراً روشن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اہلِ دل سے دل کا تار ملانے سے یہ روشنی اسی طرح باقاعدہ آنا شروع کر دیتی ہے۔ جس طرح برقی لمپ میں۔

پس اس بیان سے یوں سمجھ لیجئے کہ آپ کے کمرہ میں رکھا ہوا ریڈیو سٹ تو آپ کا جسم ہے۔ برقی لمپ کی طرح آپ کا دل ہے۔ پس دل کا تار اہلِ دل سے ملا دیجئے تو آپ کا دل بھی نورانی ہو جائے گا۔ اور جسم کا تاریک کمرہ روشن ہو جائے گا۔ اس سے آپ زندگی کا مزہ اسی طرح حاصل کریں گے۔ جس طرح روشن کمرہ میں ریڈیو سٹ کی آواز سے لطف اُٹھاتے ہیں۔

Marfat.com

درود شریف

جب شہر میں کسی محلہ کی بجلی کی لائن خراب ہو جانے سے برقی لمپ بجھ جاتے ہیں تو ہیڈ ورکس میں اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں محلہ میں روشنی نہیں آرہی۔ اس لائن کو درست کر دیا جائے۔ تاکہ محلہ مذکور کے لمپ روشن ہو جائیں۔ اسی طرح نور دل کو جاری کرنے کے لئے **درود شریف** پڑھنے والا کہتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔

اے اللہ درود بھیج حضور سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ان کی آل پر اور صحابہ کرام پر اور ان پہ برکت اور سلامتی عطا فرما۔

جس طرح بجلی کے ہیڈ ورکس سے مختلف لائنیں نکلتی ہیں جو ہر طرف بجلی پہنچاتی ہیں۔ اسی طرح مخزنِ نور سے صحابۂ کرام اور آل کی لائنیں نکلتی ہیں۔ جو اس نور کو ہر طرف پھیلاتی ہیں۔ پس **درود شریف** پڑھنے والا التجا کرتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اپنا نور حضور پاک پر بھیج اور ان سے جو لائنیں صحابہ کرام اور آل کی نکلتی ہیں ان میں اپنا نور بھیج۔ ظاہر ہے۔ کہ

Marfat.com

درود شریف پڑھنے والا ان لائنوں میں سے کسی نہ کسی لائن کے سامنے موجود ہے۔

جس طرح برقی لمپ کا تار کھمبے سے لگا ہوا ہے اور کھمبوں کی تاروں کا سلسلہ ہیڈ ورکس تک جا پہنچتا ہے۔ جہاں سے بجلی کی رو آرہی ہے۔ اسی طرح جب کسی اہلِ دل سے بسلسلہ بیعت تعلّق پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا تعلّق بھی ایسے سلسلہ سے ہو جاتا ہے۔ جو مسلسل نور کے ہیڈ ورکس یعنی حضورِ پاک (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تک پہنچتا ہے۔

پس نور سے فیضیاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ باقاعدہ اہل سلسلہ سے تعلّق پیدا کیا جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
بَارِکْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

شریعت اور طریقت

شریعت :- اس کی مثال ایسے کھیت کی ہے جو بارانی ہو۔ اس کے گرد ایک مضبوط بندھ ہو اور اس پر خار دار باڑھ لگائی گئی ہو تاکہ بارش کا پانی اس میں سے بہ نہ جائے اور نہ ہی جنگلی جانور فصل کا نقصان کر سکیں۔ ایسے کھیت کی پیداوار کا انحصار بارش پر موقوف ہے۔ اگر بارش میں کمی ہو گی تو فصل ناقص ہو گی۔ زیادہ ہو گی تو بہتر۔

طریقت :- اگر ایسے کھیت کا تعلق جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ کسی منبعِ آب چاہ یا نہر سے وابستہ کر دیا جائے۔ جس سے باقاعدہ طور پر اس کی آبپاشی ہو سکے تو اس کی فصل یقینی اور پیداوار زیادہ ہو گی۔

پس کھیت وہ اچھا ہے۔ جس کے گرد مضبوط بندھ ہو۔ گھنی خاردار باڑھ لگی ہوئی ہو اور کسی منبعِ آب یعنی چاہ یا نہر سے اس کا تعلق ہو۔ تاکہ بوقت ضرورت پانی سے سیراب ہو سکے پہلی صورت میں وہ کھیت شریعت کے زمرہ میں آتا ہے۔ دوسری صورت میں طریقت میں شمار ہوتا ہے۔ جس طرح دونوں صورتوں کا موجود ہونا کھیت کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح مومن کے لئے بھی دونوں صورتوں کا ہونا لازمی ہے وہ شریعت کی حدبندی کا بھی پورا خیال رکھے اور منبع نور سے بھی اپنا تعلق پیدا کرے۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ؕ۔

ترجمہ :- یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ پس ان سے تجاوز نہ کرو۔

Marfat.com

انسانی زندگی

زندگی اور خودی

رُوح اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔ جس سے انسانی زندگی کا قیام عمل میں آتا ہے
جیسے ملازم کی تقرری کا حکم محکمہ کی طرف سے جاری ہوتا ہے تو وہ اس حکم کے
مطابق اپنی ملازمت پر متمکن ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ حکم بحال رہے اس وقت
تک اس کی ملازمت بحال رہتی ہے۔ حکم منسُوخ ہو جائے تو ملازمت بھی جاتی رہتی ہے
اس کے علاوہ اسے ایک پروگرام پیش کیا جاتا ہے۔ جس پر عمل کرنا اس کے
لئے لازمی ہے۔ اگر وہ اس ہدایت نامہ کو ٹھکرا دے۔ تو اس کی ملازمت بحال نہیں
رہ سکتی۔ بلکہ وہ سزا کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے۔ اس میں تساہل سے کام لے
تو اُسے اس کے مطابق کم و بیش سزا بھی ملتی ہے۔ اس کا قصور معاف بھی ہو سکتا
ہے۔ خوش اسلوبی سے کام کرے تو انعام اور ترقی کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

یہی حال زندگی کا ہے۔ روح زندگی کی بحالی کا حکم ہے۔ نور ہدایت جو
نور نبوت کی معرفت دے دیا جاتا ہے۔ اس کا پروگرام ہے۔ جس پر عمل کرنا
لازمی ہے۔ تساہل کی صورت میں سزا کا وہی عالم ہے۔ جس کا ذکر ہوا۔ قطعی انکار

Marfat.com

کی سزا جہنّم ہے۔ خوش اسلوبی سے کام کرنے کی جزا جنّت ہے۔ آئیے اس تفصیل میں جانے سے پہلے ذرا زندگی کی کیفیّت پر غور کر لیں۔

آپ جانتے ہیں کہ بجلی یا برق میں مثبت اور منفی دو طاقتیں ہوتی ہیں۔ جب یہ دونوں باہم ملتی ہیں تو ان سے شعلہ اور گرج پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ بادلوں میں بجلی کوندتے وقت چمک اور گرج دونوں آپ کے مشاہدہ میں آیا کرتی ہیں۔

اسی طرح اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نور جو فضا میں ہر طرف ساری وطاری ہے۔ جب وجود کے اندر نورِ جان سے ملتا ہے تو اس سے بھی دو طاقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک طاقت تعمیری ہے۔

تعمیری طاقت:۔ اس طاقت یا نور سے جسم کے اندر خوراک ہضم ہوتی ہے جو بدن کے اجزاء میں پہنچتی ہے اور جسم کے اجزاء اس سے بڑھتے ہیں۔ دل و دماغ کی ساخت اسی طاقت کی حسن کارکردگی ہے۔ غرضیکہ یہ بدن کے امورِ داخلہ کی کلیتہً انچارج ہے۔ اس نور کا اظہار قرآن حکیم میں اس طرح ہے:

نحن اقرب الیہ من حبل الورید

ع تری شاہ رگ سے بھی ہوں نزدیک تر

خودی:۔ دوسری قوت کا نام خودی ہے۔ یہ طاقت سارے جسم میں ساری وطاری ہے۔ اس کا مقام دل ہے۔ اسی طاقت کے ذمّہ امورِ خارجہ ہیں۔ جسم کی تمام حرکتیں، دل و دماغ کی تمام کیفیتیں اس طاقت سے ظہور میں

Marfat.com

آتی ہیں۔ چلنا، پھرنا، سوچنا، سمجھنا اور ہر قسم کی ایجادات وغیرہ تمام اس قوت سے ظہور میں آتی ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ روز اوّل میں تمام انسانی روحوں نے عشق الٰہی کو قبول کرنے کا حلف اُٹھایا تھا۔ جسے میثاق اوّل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے مطابق اب روح کا اس پر عمل پیرا ہونا اور عشق الٰہی کا بار اُٹھانا لازمی ہے پس یہ ہدایت نامہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ہدایت نبوّت کی معرفت حضرت آدم سے لے کر چلتی رہی اور پھر پشت در پشت وجود میں آتی رہی۔ انبیائے علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اور صحیفوں اور کتابوں کی صورت میں اللہ تعالےٰ کے پیغامات اور ہدایات لاتے رہے۔ سب کے بعد حضرت نبی آخرالزمان سرور کائنات حضرت محمدؐ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور قرآن مجید کا ہدایت نامہ لائے۔ جس پر عمل پیرا ہونا اب روحِ انسانی کے لئے ضروری ہے

پس خودی کے سامنے دو راستے ہیں۔ (۱) خیر — (۲) شر —

خیر کا راستہ اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے سے اس میں زندگی کی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ نور ہدایت کو جو قرآن کریم کی شکل میں اس وقت ظہور پذیر ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔

مان لینے سے وہ مسلمان بنتا ہے۔ اس پر تن دہی سے کام کرنے سے مومن کہلاتا ہے۔ اور زیادہ ترقی کرنے سے ولائت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

Marfat.com

جب یہ خودی یعنی انسانی وجود کی حکمران طاقت اپنی جان راہ حق میں قربان کرتی ہے۔ تو اسے شہادت کا بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے جو ولائت سے بھی بلند ہے۔

خودی حکمران طاقت ہے۔ اس لئے کہ یہی طاقت میرا دل۔ میری جان میرا بدن پکارتی ہے۔ اسے ہماری زبان میں میں اور عربی میں انا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انسان کہتا ہے میں مر گیا۔ میری جان نکل گئی تو حقیقت میں یہ خودی بولتی ہے۔

خودی کا شر کے راستہ پر چلنا انسان کی زندگی کو صراط مستقیم سے ہٹا دیتا ہے۔ شر کا منبع ابلیس یا شیطان ہے جو انسان کو عشق الٰہی کے راستہ سے روکتا اور ہٹاتا ہے۔ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جس طرح دن کی نمود کے لئے رات پیدا کی گئی ہے۔ اسی طرح خیر کو نمایاں کرنے کے لئے شر کا حزب اختلاف وجود میں لایا گیا ہے۔ یہ خودی کی آزمائش ہے کہ وہ خیر کا راستہ اختیار کرتی ہے یا شر کا۔ پہلا راستہ اختیار کرنے میں اس کی نجات اور سرفرازی ہے۔ دوسرا راستہ اختیار کرنے میں اس کے لئے ذلت اور خواری ہے۔ جب خودی خیر سے قطعاً انحراف کرتی ہے تو اس میں غرور اور تکبّر، فرعونیّت اور نمرودیت آجاتی ہے۔ یہ اس کا صریحاً کفر ہوتا ہے۔ جس کی سزا جہنم ہے۔

پس خودی کا نور ہدایت کو قبول کر کے اس پر چلنا اور عمل پیرا ہونا ہی اس

Marfat.com

کی کامیابی ہے اور اس میں خالق اکبر کی رضا جوئی ہے۔

جب خودی اس کو پوری طرح اپناتی ہے۔ تو اس کا مقام یا دل گذرگاہِ جلیلِ اکبر ہو جاتا ہے اور عرش الٰہی کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

یہ خودی جب خیر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور نور ہدایت سے فیضیاب ہوتی ہے تو قرآن مجید اسے یوں بیان فرماتا ہے۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ اس نے اللہ تعالےٰ کو پہچان لیا۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ

مومنوں کے دل اللہ تعالےٰ کا عرش ہیں۔

یعنی اللہ تعالےٰ کے نور سے روشن ہو جاتے ہیں۔

پس خودی یا اس کے مقام دل کا نور ہدایت سے سرافراز ہونا ہی انسان کی کامیابی اور فوقیت ہے۔

Marfat.com

محاسبہ

اس غرض کے لئے کہ خودی جسے جسم پر اختیار دیا گیا ہے۔ خیر اور شر میں سے کونسا راستہ اختیار کرتی ہے۔ انسان کے اعمال کی پرکھ کے لئے دو فرشتے مقرر ہیں۔ جس طرح فلم ایکٹر کی گفتار اور کردار کو فلم میں اخذ کر لیا جاتا ہے اور پھر اس کی نمائش کی جاتی ہے تو اس کی گفتگو کا ہر لفظ اور اس کے کردار کی ہر حرکت بعینہٖ دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح یہ فرشتے انسان کی گفتار اور کردار کی فلم تیار کرتے رہتے ہیں۔ جس میں اس کی گفتار کا ہر لفظ اور کردار کی ہر حرکت اخذ ہو جاتی ہے۔ روزِ حساب میں یہ فلم اس کے سامنے پیش کر دی جائے گی اور اس میں اس کے کئے ہوئے اعمال اور گفتار کے ہر لفظ میں ذرہ بھر بھی فرق نہ ہوگا۔ یہ اس کے کردار کی واضح تصویر ہوگی۔ جس میں اس کے ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء گواہی دیں گے۔

Marfat.com

بیعت

مولینا روم فرماتے ہیں:۔

؎ دست ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

(ہر نااہل کا ہاتھ جس پر تو بیعت کرتا ہے۔ تجھے بیمار کر دیتا ہے۔ ہماری طرف آ۔ کہ ہمارا ہاتھ تیرے دل کی بیماری کا علاج کرے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے مُیَسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

عارف کی پھونک روحانی زندگی پیدا کرنے والی ہوا ہے۔ حقیقت (روحانیت) کے ریشہ میں اسی سے تروتازگی اور زندگی ہے۔ اگر حضرت شعیبؑ جیسا رہنما مل جائے تو گڈریا پن سے پیغمبری دو ہی قدم کے فاصلے پر ہے۔

حضرت موسےٰؑ جناب حضرت شعیبؑ کا ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ ان کے

فیضِ صحبت سے ہی آپ کی روحانی تربیت ہوئی اور آپ پیغامبری کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ روحانیت کا فیض عطا کیا جاتا ہے۔ کسی درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے سے نہیں مل سکتا۔

مولینا روم فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزے نہ شد

(مولینا روم اس شعر میں فرماتے ہیں کہ میں روحانیت کے اس درجہ پر اس وقت تک نہیں پہنچا۔ جب تک کہ جناب شمس تبریز کی غلامی میں نہ آیا)

یہ مقام اور درجہ آپ کو ان کے مرشد کے روحانی فیض سے ہی حاصل ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی عارف باللہ کی بیعت نہ کی جائے روحانی فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ عَبْدُہٗ کے مخزن نور سے تار ملانے کے لئے کسی عارف سے بیعت کی ضرورت ہے۔ یاد رہے کسی نااہل سے بیعت کرنا فائدہ کی بجائے نقصان کا سبب ہوتا ہے۔

مولینا روم فرماتے ہیں:-

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہ ہر دستے نباید داد دست

(بہت سے شیطان بزرگ انسانوں کی شکل وصورت میں لوگوں کا متاعِ

ایمان لوٹتے پھرتے ہیں پس ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے)

روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے پاکباز اور صالح مرشد سے رجوع کرنا چاہیئے ایسے لوگوں سے جو روحانیت سے قطعاً محروم ہیں اور محض روزی کمانے کے لئے پیری مریدی کرتے ہیں۔ پرہیز لازمی ہے۔

جعلی پیروں اور رہنماؤں سے اُکتا کر اصل پیروں اور مرشدوں کی تلاش چھوڑ دینا یا سرے سے بیعت کے سلسلہ کو معیوب خیال کرنا بھی اپنے آپ کو فیضانِ انوار الٰہی سے محروم رکھنا ہے جو کسی طرح زیبا نہیں۔ روحانیت کے فیض کو محض خیالی تصور کر لینا اور اس حقیقت سے فائدہ نہ اُٹھانا۔ شومیٔ قسمت کے سوا اور کیا کہلا سکتا ہے

آپ نے غور کیا ہوگا کہ بعض لوگ کئی بیماریوں کا علاج دم سے کرتے ہیں۔ اس میں جو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر وہی الفاظ کوئی ایسا شخص پڑھے جسے اس عمل کی اجازت نہیں ہے تو اس کا اثر اس بیماری پر کچھ نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر ہمارے یہاں سانپ کاٹے کا علاج بذریعہ دم کیا جاتا ہے۔ جس سے سینکڑوں مریض صحتیاب ہو رہے ہیں۔ اگر وہی الفاظ کوئی ایسا شخص جسے اجازت نہیں ہے مارگزیدہ پر پڑھے تو کچھ اثر نہ ہوگا۔ مگر صاحبِ اجازت جب وہی الفاظ پڑھے گا۔ تو انشاء اللہ مریض کے بدن کا زہر اُترتا ہوا معلوم ہوگا۔ اور وہ بالکل تندرست ہو جائے گا۔ یہ روزمرہ کا تجربہ ہے۔ جسے یہاں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح اگر آپ کوئی وِرد یا وظیفہ کسی مرشد کامل کی اجازت کے بغیر پڑھینگے

Marfat.com

تو اس سے دل کی تاریکی دُور نہیں ہو گی۔ مگر جب آپ اجازت سے وہی ورد شروع کریں گے۔ تو روحانی فیض سے مستفید ہوں گے۔

مولینا روم فرماتے ہیں: ــــــ

تو دلِ خود را دلے پنداشتی	تو نے اپنے دل کو دل سمجھ لیا ہے۔
جستجوئے اہلِ دل بگزاشتی	اس لئے تو نے اہلِ دل کی تلاش چھوڑ دی ہے
دل بدست آور کہ حج اکبر است	اپنے دل کو قابو میں لا کہ یہ دل ہزاروں کعبوں سے
صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است	بہتر ہے۔ کعبہ تو حضرت خلیل آذر کی بنائی ہوئی
کعبہ بنگاہ خلیلِ آذر است	عبادت گاہ ہے جو مٹی پتھر کی عمارت ہے
دل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است	اور دل (خدا کا بنایا ہوا) انوارالٰہی کے گزرنے کا مقام ہے

پس جب تو اپنے دل کو کسی اہلِ دل سے متعلق کر لے گا۔ تو اس میں انوارالٰہی کی روشنی آنے لگے گی اور تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

بعض لوگ بیعت کے ذریعہ حضور پاکؐ کی تقلید اور پیروی کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے یہ کہہ کر کہ حضور پاکؐ تو ہمارے جیسے بشر ہیں۔ . . . .
. . . . اس طریق سے گریز کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ پر روحانی ترقی کا راستہ بند کر لیتے ہیں انما انا بشرٌ مثلکم کی تشریح یہاں ضروری سمجھی گئی ہے تاکہ یہ شک رفع ہو جائے۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

(آیہ اقدس)

(اے نبیؐ! کہہ دے کہ تحقیق میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں)

بعض لوگ اس ارشاد عالی سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ چونکہ آپ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ اس لئے آپ کو ہم پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ وہ آپ کو بڑے بھائی کا رتبہ دیتے ہیں اور بس۔ خیال کیجئے جب حضور پاکؐ کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے تو ان معمولی آدمیوں کو ان کے مرتبہ سے کیا نسبت ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

مولینا روم نے مثنوی شریف میں یہ امر واضح کرنے کے لئے ایک حکایت بیان کی ہے۔ جس کا آزاد ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

سلطان محمود غزنوی۔ شہر میں چوری کی وارداتوں کے انسداد کے لئے ایک تجویز سوچتے ہیں۔

غزنی شہر۔ رات کا وقت

ایک شخص میلا مگر چست لباس پہنے تیل کی مالش کئے ہاتھ میں ایک لوہے کا ہتھیار لئے جا رہا ہے۔ سامنے سے ایک گروہ آتا دکھائی دیتا ہے، جو چار آدمیوں پر مشتمل ہے۔ حلیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چور ہیں جو چوری کی

Marfat.com

غرض سے نکلے ہیں۔

سرگروہ۔ (پہلے شخص سے جو سامنے سے آ رہا ہے) تم کون ہو؟

اجنبی۔ میں بھی تمہارے جیسا چور ہوں۔

سرگروہ۔ تم اکیلے ہو۔ یا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟

اجنبی۔ میں اکیلا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ مل کر کام کروں۔

سرگروہ۔ بہتر۔

پانچوں مل کر روانہ ہوتے ہیں۔

سرگروہ۔ سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ آپ سب اپنے اپنے اوصاف بیان کریں تاکہ ہر شخص کے سپرد وہی کام کیا جائے جس کا وہ اہل ہو۔

باری باری سے اپنے اوصاف بیان کرتے ہیں۔

ایک۔ جب کتّا بھونکتا ہے۔ میں اس کی بولی سمجھ لیتا ہوں اور بتا سکتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔

دوسرا۔ میں رات کی تاریکی میں جس آدمی کو دیکھ لوں۔ دن کے وقت پہچان سکتا ہوں۔

تیسرا۔ میں سراغ لگا سکتا ہوں کہ مال و زر کہاں موجود ہے۔

سرگروہ۔ میں کمند لگا کر بلند سے بلند مقام پر چڑھ سکتا ہوں۔

اجنبی۔ میں اگر اپنی ڈاڑھی ہلا دوں تو مجرم تختۂ دار سے بھی رہا کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ مشورہ کرکے طے کر لیتے ہیں کہ شاہی خزانہ لوٹا جائے۔

چنانچہ سب اس طرف روانہ ہوتے ہیں۔

کتّا بھونکتا ہے۔

سرگروہ۔ پہلے شخص سے بتاؤ یہ کیا کہتا ہے

پہلا شخص۔ یہ کہتا ہے کہ تمہارے ساتھ بادشاہ ہے۔

اس جواب پر سب مسکرا دیتے ہیں۔ بادشاہ تو کہیں محل میں آرام سے سوتا ہوگا۔ اسے کیا مصیبت پڑی ہے کہ ہمارے ساتھ شامل ہو۔

چلتے چلتے خزانہ کے پچھلے حصہ کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں اور مناسب جگہ سے چھت پھاڑ کر زر و جواہر لوٹ کر چمپت ہو جاتے ہیں۔ اجنبی جو در اصل خود بادشاہ ہے اور چوروں کے لباس میں ان کے ساتھ ہے۔ سب کے پتے معلوم کر لیتا ہے۔

صبح جب شاہی دربار لگتا ہے۔ خزانہ کے لُٹ جانے کی اطلاع ہوتی ہے۔ بادشاہ اپنے رات والے تمام ساتھیوں کو سپاہی بھیج کر بلا لیتا ہے۔ جب وہ سب دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے کر دیئے جاتے ہیں تو رات کو پہچان لینے والا چور اپنے ساتھیوں سے اشارتاً کہتا ہے کہ یہ رات والا ساتھی ہے۔ چنانچہ سرگروہ پکار اُٹھتا ہے کہ اب اپنی ڈاڑھی ہلا تا کہ ہماری مخلصی ہو۔ بادشاہ ان کی خطا معاف کر دیتا ہے اور چور چوری سے توبہ کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ محمود غزنوی بادشاہ تھا۔ اس وقت وہ چوروں کے لباس میں تھا۔ چنانچہ اس نے چوروں کے گروہ سے کہا۔ میں بھی تمہارے جیسا چور ہوں۔ وہ حقیقت میں چور نہیں تھا بلکہ بادشاہ تھا۔ اس کے مرتبہ اور جاہ و جلال میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اس نے چوروں کا بھیس اس لئے بدلا تھا کہ وہ ان کو اپنے ساتھ مانوس کر کے ان کے راز معلوم کر سکے اور ان کی کارستانیوں کا پردہ چاک کر سکے

اس ارشاد عالی میں میں تمہاری مثل بشر ہوں فرمایا گیا ہے۔ یعنی مثال کے طور پر تمہاری طرح بشر ہوں۔ جس چیز کی مثال دی جائے۔ وہ کسی ایک وصف کے لحاظ سے اصل سے مشابہ ہوتی ہے۔ کلی طور پر نہیں۔ مثلاً "مکھڑا چاند سا ہے" میں چہرے کو چاند کی چمک دمک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ باقی وصف جو چہرے میں ہیں مثلاً آنکھیں ناک منہ زبان۔ یہ چیزیں چاند میں نہیں پائی جاتیں۔ پس بلحاظ انسانی جسم کے بشریت سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسا جسم عام انسانوں کو عطا فرمایا گیا ہے۔ ویسا ہی آپ کو بھی بخشا گیا ہے۔ مگر جسمانیت کے علاوہ آپ میں جو اوصاف ہیں وہ بشریت سے بہت ہی بلند اور ارفع ہیں۔

ارشاد عالی یہ ہے کہ انا بشر مثلکم۔ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ یعنی مثال کے طور پر تمہاری طرح بشر ہوں۔ چونکہ مثال کا اطلاق اصل حقیقت نہیں ہوتی۔ بلکہ سمجھانے کے لئے ہوتی ہے اور حقیقت اس سے جدا ہوتی ہے۔ آپ مثال کے طور پر انسانی وجود میں ہیں۔ آپ کی حقیقت اس ظاہری بشریت سے بہت بلند اور ارفع ہے۔

Marfat.com

یہ مثال اس لئے بیان فرمائی ہے کہ ہم آپ سے مانوس ہو جائیں اور آپ کو مافوق الفطرت ہستی خیال کرتے ہوئے آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے سے چوک نہ جائیں کہ یہ کام تو آپ ہی کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کی تقلید کرنے سے معذور ہیں۔ اس ارشاد سے آپ کے علوِ مرتبت میں جو آپ کو تمام انبیاء پر حاصل ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ہماری کوتاہ اندیشی ہے کہ ہم ان کو صرف بڑے بھائی جیسا خیال کر کے آپ کے تمام فضائل اور بلند مرتبہ سے آنکھیں بند کر لیں۔

شعائر اسلامی سے مسلمانوں کی غفلت اور کوتاہی کا ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے مسئلہ تقدیر کے معانی غلط سمجھے ہیں اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ جس سے ان کی تمام ترقیاں مسدود ہو گئی ہیں۔ اس مسئلہ کا حل علامہ اقبال کی زبان سے سُن لیجئے۔

Marfat.com

تقدیر

علّامہ اقبالؒ فرماتے ہیں :-

اے کہ گوئی بودنی ایں بود شد
کارہا پابندِ آئیں بود شد
معنیٔ تقدیر کم فہمیدۂ
نے خودی را نے خدا را دیدۂ

اے مسلمان ! تو جو یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مری تقدیر میں لکھا تھا۔ وہ ہو کر رہے گا۔ میں اُس میں کچھ نہیں کر سکتا جو دو روٹیاں میری قسمت میں لکھی ہیں مل کر رہیں گی۔ تقدیر کے لکھے کو کسی طرح مٹایا نہیں جا سکتا۔ افسوس تو نے تقدیر کے معنی نہیں سمجھے۔ نہ ہی تو نے اپنی خودی کو پہچانا ہے اور نہ خدا کو۔

زوال کے دَوران میں جب مسلمانوں پر ترقی کے راستے مسدود کر دیئے گئے اپنی کوششوں کو ناکام دیکھ کر یہ لوگ مایوس ہو گئے۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے۔ دل کو یہ کہہ کر سہارا دے لیا کہ جو کچھ قسمت میں لکھا تھا ہو گیا۔ ہمارے بس کی بات نہیں۔

یہ خیال پہلے پہل شہادت امام حسینؓ کے بعد اس لئے لوگوں کے

Marfat.com

کے دلوں میں پیدا کیا گیا کہ وہ اتنے عظیم حادثہ کو بھول جائیں۔

متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے دلوں میں یہ عقیدہ اس وقت پختہ ہونا شروع ہوا۔ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد حکمران طبقہ کی طرف سے ان پر ترقی کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے۔ اس عالمِ بیچارگی میں ان کے دلوں میں یہ عقیدہ پختہ ہوتا گیا۔ چونکہ مسلمانوں کی ترقی کے راستہ میں یہ ایک بہت بڑی رُکاوٹ ہے۔ اس لئے علامہ فرماتے ہیں کہ تقدیر کے متعلق تمہارا یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے

نقشِ حق داری جہاں نخچیر تست
ہم عناں تقدیر با تدبیر تست

اے مسلمان! اگر تو اللہ تعالیٰ کے عشق کا نقش اپنے دل میں رکھتا ہے تو جہان تیرا شکار ہے اور اللہ تعالےٰ کی تقدیر تیری تدبیر کے ساتھ ساتھ ہے۔ ہر اُس کام میں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کرنا چاہتا ہے۔ غیبی امداد تیرے ساتھ ہے۔

Marfat.com

غیبی امداد

اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوںؑ کی امداد وقتاً فوقتاً فرمائی ہے۔
حضرت نوحؑ کو طوفان سے ایک کشتی کے ذریعے بچایا۔ حضرت ابراہیمؑ پر نمرود کی آگ سرد کر دی۔
حضرت موسےٰؑ اور ان کی قوم کو دریا میں خشک راستہ پیدا کر کے صاف بچا لیا اور فرعون کو دریا کے پانی میں غرق کر دیا۔
ان واقعات میں حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا امر کیا۔ دوسرے میں آگ کو سرد ہونے کا حکم دیا۔ تیسرے میں حضرت موسےٰؑ کو پانی پر عصا مارنے کا ارشاد فرمایا اور اس سے دریا میں راستہ پیدا کر دیا۔ غور کیجئے کہ یہ تمام کام بالواسطہ کرائے گئے اگرچہ حکم باری تعالےٰ کا تھا۔
مگر حضور پاکؐ کی امداد کا طریق ان سب سے نرالا ہے۔ ارشاد ما رمیت اذ رمیت۔ اے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) وہ کنکر میں نے مارے تھے۔ تو نے نہیں مارے تھے۔ ہاتھ خدا کا تھا اور فعل ھُوْ کا۔ یہ امداد ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور مذکورہ سب امدادوں پر فائق ہے۔ اسی طرح حضور پاکؐ کی اُمّت کی امداد بھی دوسری اُمّتوں سے جُدا شان رکھتی ہے۔ اس کی بدولت

Marfat.com

قرونِ اولیٰ میں قلیل التعداد مسلمان کثیر التعداد دشمن افواج پر غالب آ کر چار دانگِ عالم میں چھا گئے۔ کشمیر کی حالیہ جنگ میں بھی کئی ایک واقعات ایسے سرزد ہوئے جو قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مسلمان اگر اللہ کی راہ میں اب کوئی ایسا کام شروع کریں تو ان کو ویسی ہی امداد بارگاہ الٰہی سے مل سکتی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں۔ ؎

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

اب عَبد کے لئے عَبدُہٗ کی وساطت سے ہٗ (ھُوَ) کا ارشاد سن لیجئے۔ اور بحیثیت عَبد اپنے فرائض کو پہچان کر اس پر چلنے کی کوشش کیجئے۔

Marfat.com

ارشادھُو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ھَلۡ	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، کیا
اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ	میں دلالت کروں تم کو اس تجارت
مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ؕ تُؤۡمِنُوۡنَ	پر جو نجات دیوے تم کو بڑے
بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاھِدُوۡنَ	عذاب سے۔ تم اللہ اور اس کے
فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ	(برگزیدہ) رسول ؐ پر ایمان لاؤ، اور
وَ اَنۡفُسِکُمۡ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ	اللہ کے راستے میں اپنے مال و جان
اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ	سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے واسطے

(بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم جانو)

ان آیات مقدسہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اے مومنو تم ایسی تجارت کرو۔ جو تم کو بڑے عذاب سے بچالے۔ اس سے تم کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔

Marfat.com

عَمَل

تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ

اللہ تعالےٰ (جل شانہٗ) اور رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پر ایمان لاؤ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(علامہ اقبال رح)

Marfat.com

کاروبار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَسَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ	اور تمہارے تابع کر دیا جو کچھ آسمانوں
وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡہُ	اور زمین میں (موجود) ہے اور آفتاب
وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ	اور مہتاب کو تمہارے تابع کر دیا۔
دَآئِبَیۡنِ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ	(جو تمہارے کام کرنے کے لئے
وَالنَّہَارَ	گردش لگانے والے ہیں اور رات

اور دن کو تمہارے تابع کر دیا (ہمیشہ تمہاری خدمت میں حاضر رہتے ہیں)۔

ان آیات میں ارشاد ہوا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے تابع کر دیا ہے۔ پھر الگ الگ ہر چیز کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ سورج، چاند، رات دن، پانی ہوا، سب چیزیں تمہارے تابع کر دی ہیں۔ ان سے تم جس طرح چاہو کام لو۔ سورج کی شعاعوں کو جمع کر کے استعمال کرو۔ ایٹمی طاقت سے تعمیری کام چلاؤ۔ ہوا کے دوش پر اڑو۔ برقی اور ایتھر کی لہروں کو برتو۔ پہاڑوں سے کانیں، دریاؤں سے نہریں نکالو۔ سمندر میں جہاز رانی کرو۔ چاند اور مشتری میں پہنچنے کی کوشش کرو۔ مریخ سے

Marfat.com

گفتگو کرنے میں کامیابی حاصل کرو۔ غرضیکہ ایجاد و اختراع میں جس طرح چاہو، ترقی کرو۔ اس میں صرف تھوڑی سی پابندی ہے کہ ان کاموں کے سرانجام دینے میں حدود اللہ کا خیال رکھو۔ اور اپنے عواقبِ زندگی پر غور کرو۔

مولٰینا رُوم فرماتے ہیں:۔

چیست دُنیا از خُدا غافل بُدن
نے قماش و نقرۂ و فرزند و زن

بال بچے روزی کمانا اور روپیہ پیسہ دُنیا نہیں۔ بلکہ دُنیا یہ ہے کہ ان چیزوں کی بھول بھلیوں میں پڑ کر خدا کو بھُول جائے

حکیم عمر خیام ارشاد کرتے ہیں:۔

گر مے نخوری طعنہ مزن مستاں را
گر دست دہد توبہ کنم یزداں را
تو فخر بدیں کُنی کہ من مے نخورم
صد کار کُنی کہ مے غلام است آں را

اگر تو (توحید کی) شراب نہیں پیتا تو اس شراب کے پینے والوں پر طعنہ زنی نہ کر۔ اگر مجھے حق تعالےٰ توفیق بخشے تو میں اس شراب توحید نہ پینے کی غفلت سے ہزار بار توبہ کروں۔ کیا تو اس بات پر فخر کرتا ہے کہ تو توحید کی شراب نہیں پیتا۔ اگر تو سو کام بھی کرے تو یہ مے یعنی شریعت اسلامیہ

Marfat.com

ہر کام میں تیری راہنما ہے۔ اور ہر بات میں تجھے ہدایت دیتی اور راہ دکھاتی ہے۔

علّامہ اقبالؒ فرماتے ہیں :۔

حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبّت کو
مری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی
گزُر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لئے ذِلّت ہے کارِ آشیاں بندی

ملت اسلامیہ (جو محبت و عشق الٰہی کی گلی کی آوارہ ہے) سے کہتا ہے۔ اے اللہ تعالےٰ تو پردہ میں ہے۔ اس لئے کہ ان کو اس وقت دنیا میں عروج حاصل نہیں ہے۔ یوں تو پردہ میں ہونا اچھا ہے کہ اس سے آتشِ شوق تیز ہوتی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دوسری قومیں اس قدر عروج و کمال پر ہیں تو میری آتش بھڑک اُٹھتی ہے کہ ہیں۔ ملّتِ اسلامیہ تیری نام لیوا وہ اتنی کمزور اور تیری مُنکر قومیں اس قدر خوشحال اور صاحب اقبال۔ دوسرے شعر میں مضمُون کو بدلتے ہیں کہ اے مُسلمان تجھے یہ شکایت تو ہے۔ مگر تو جانتا ہے کہ تیری مثال تو باز کی سی ہے کہ باوجودیکہ وہ پرندوں کا بادشاہ ہے۔ سب سے زبردست ہے۔ مگر اپنے لئے گھونسلہ بنانا بھی ذِلّت خیال کرتا ہے اور صرف پہاڑوں اور جنگلوں میں اپنی زندگی گزار لیتا ہے۔

Marfat.com

اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطَالِبُ ھَا کِلَابٌ ۔

دُنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کُتّے ہیں ۔

جب تو اقبال مندی صرف اس لئے حاصل کرتا ہے کہ دنیا کا عیش و آرام حاصل کرلے تو یہ دنیا تیرے لئے مُردار ہے ۔ مدعا یہ ہے کہ اگر تو اس دنیا میں حکومت حاصل کرکے عدل اور انصاف پھیلائے ۔ اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنائے اور یہ عروج تیری ذات کے لئے نہ ہو ۔ بلکہ ملت اسلامیہ کے وقار کی خاطر ہو تو یہ سب تیرا دین ہی دین ہے ۔

اس نہج سے دین اور سیاست دو جدا جدا چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی شئے ہیں ۔ پس جب تو ان باتوں کا خیال رکھ کر بام عروج پر پہنچتا ہے تو تیرے لئے عین ثواب ہے ۔ مگر جب صرف دنیاوی لالچ کی خاطر کوئی کام مثلاً ملک و ملت سے غدّاری ۔ بلیک مارکیٹ ۔ ضرورت سے زیادہ نفع اندوزی سمگلری ۔ رشوت ستانی وغیرہ وغیرہ ۔ کرتا ہے ۔ تو یہ تیری نفس پرستی اور دُنیا ہے ۔ مذہب و مروّت اور اخلاق و اوصاف سے خالی ۔ یہی مُردار ہے اور اس سے پرہیز لازمی ہے ۔

Marfat.com

جُرم وسزا

اِعتراض

"وحشیانہ" ہیں سزائیں مذہب اسلام میں
دورِ حاضر میں "پرانا سا" یہ اِک دستور ہے

جواب

حیف ان کوتاہ بینوں کو نہیں اتنی خبر
مرگِ صد جُرم و جفا و جور یہ منشور ہے

Marfat.com

عبادت

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

(مولینا روم)

تو خُدا تعالےٰ کا دیدار بھی چاہتا ہے اور ذلیل دُنیا بھی۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ محض خواب و خیال وہم و گمان ہے اور بہت محال۔

یعنی اگر تو کاروبار کو حدُود شرعی کے اندر کرتا ہے اور خدا کی عبادت بھی کرتا ہے تو سُبحان اللہ۔ تجھے دین اور دُنیا دونوں حاصل ہیں۔ یعنی دین اور سیاست دونوں یکجا ہیں۔ اگر صرف وہی دنیا چاہتا ہے۔ جس کا بیان پچھلے صفحوں میں کیا گیا ہے تو پھر تو خدا کو نہیں پا سکتا۔

Marfat.com

نماز

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نماز دل کی ہے۔ ظاہری طور پر اسے ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خیال جہالت پر مبنی ہے۔ دل کی نماز سے یہ مُراد ہے کہ دلی توجہ سے نماز ادا کی جائے۔ زبان سے الفاظ ادا ہو رہے ہوں اور دل میں ہزاروں مخمصے ہوں۔ خیالات پراگندہ ہوں تو نماز سے کچھ حاصل نہیں نیز یہ کہ نمازی ہو اور تمام بُرائیوں سے پرہیز کرے۔ اپنے آپ کو پاک دامن بنائے۔ جب نماز دلی توجہ سے پڑھے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں اصلی معنوں میں حاضر خیال کرے تو پھر بُرائیوں سے بچ جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ	اور نماز کو قائم رکھو۔ بے شک نماز
تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِط	بیحیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے

نماز خُدا تعالےٰ تک رسائی کا زینہ ہے۔ اس کے متعلق حکم ہے کہ اسے قائم رکھو۔ اس کے ادا کرنے میں مداومت اختیار کرو۔ روحانی فوائد کے علاوہ اس میں ہماری روزمرہ کی زندگی کے فوائد بھی مضمر ہیں۔ مثلاً نماز باجماعت میں۔

Marfat.com

۱۔ جمہوریت کا درس :-

ا۔ امام کا انتخاب ۔ اپنے میں سے سب سے زیادہ علم اور سمجھ رکھنے والے کو امام منتخب کرو ۔

ب۔ اطاعتِ امیر ۔ ارکان نماز کی ادائیگی میں امام کے حکم کی پوری پوری تعمیل کرو۔

ج ۔ اعتراض ۔ اگر امام اس کام میں کسی غلطی کا مرتکب ہو تو ہر مقتدی کو حق حاصل ہے کہ اسے غلطی سے آگاہ کر دے ۔

۲۔ صف بندی ـــــ قطار باندھنے کی روزانہ مشق ۔

۳۔ وقت کی پابندی ـــــ صبح سویرے اُٹھنے اور نیز کاروبار چھوڑ کر نماز کا وقت نکالنے سے سب کاموں کو پابندی کے ساتھ کرنے کی مشق ہوتی ہے ۔

۴۔ ہمدردی ـــــ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ رہنا ہے اور مصیبت اور تکلیف میں ایک دوسرے کی ہمدردی کرنا

نوٹ :- صف بندی اور حکم کی تعمیل جہاد کے لئے لازمی ہیں ۔ جن کی مشق روزانہ کرائی جاتی ہے ۔

Marfat.com

نماز کی حالتیں

۱- قیام

۲- رکوع

۳- سجدہ

۴- قعدہ

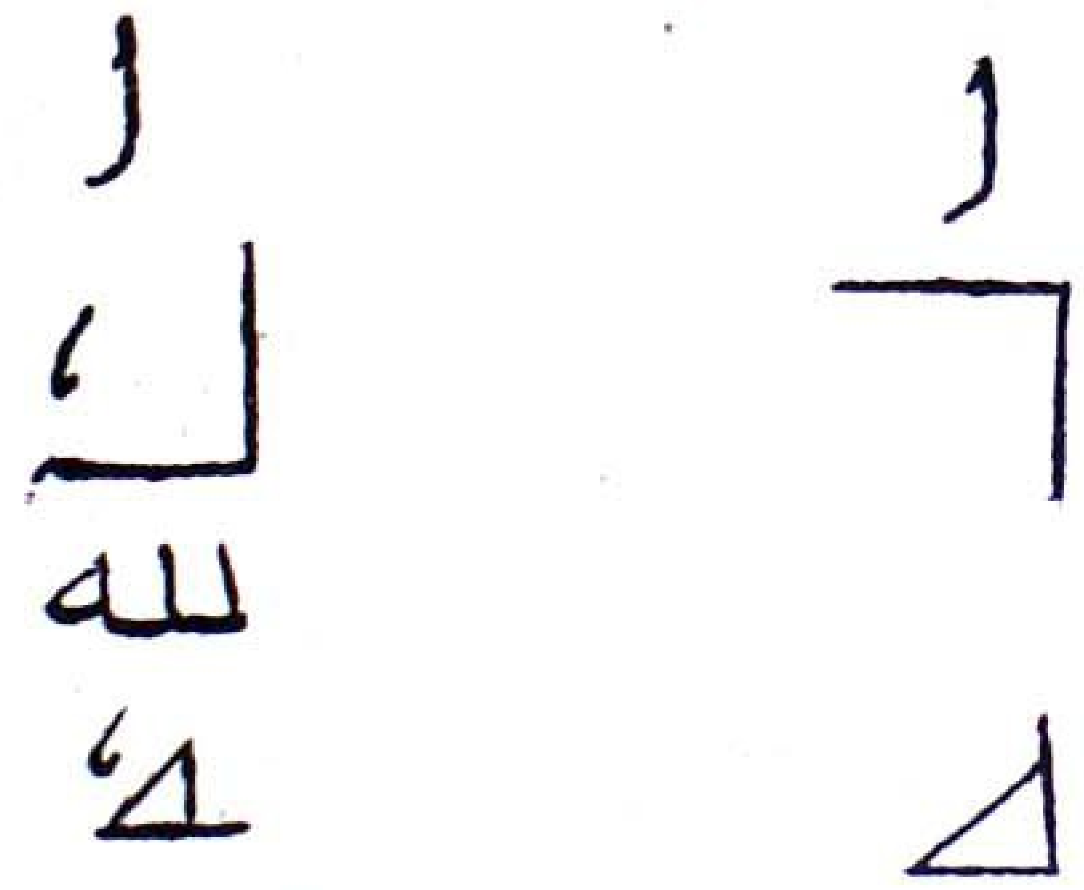

ہر حالت میں اللہ کے نام کا کوئی نہ کوئی جزو بنتا ہے۔ پس نماز اس کے اسم کا مظہر ہے۔

۱ انسان کائنات کا خلیفہ یا نمائندہ ہے۔ اس لئے

۱ میں نباتات کی ——— ۲ میں حیوانات کی ———

۳ میں رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کی ——— ۴ میں جمادات کی نمائندگی کرتا ہے۔

آیہ شریفہ:-

وَاِنْ مِّن شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کی تفسیر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔

Marfat.com

روزہ

گوئند کہ مے بماہ شعبان رواست
نہ نیز رجب کہ آں مہ خاص خداست
شعبان و رجب ماہِ خدائند و رسول
مائے رمضان خوریم کاں خاصۂ ماست
[عمر خیام؟]

رجب ، شعبان ، رمضان قمری مہینے ہیں۔ عام دنیوی کاموں میں شمسی مہینوں کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے مسلمانوں میں قمری مہینے مروج ہیں۔ اس کے وجوہات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ ا ۔ ہر ماہ کا آغاز رویتِ ہلال سے ہوتا ہے ۔

ب ۔ پورے چاند کے زوال پذیر ہونے پر نصف ماہ گزر جاتا ہے۔

ج ۔ اخیر ماہ میں چاند غروب ہو جاتا ہے ۔

یہ وہ باتیں ہیں جو ہر اَن پڑھ صاحبِ علم ۔ مرد و عورت ۔ بوڑھے ، جوان کو معلوم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے دنوں کے شمار میں ہر ایک کو سہولت میسر ہے ۔

۲ ۔ رمضان شریف میں روزے رکھے جاتے ہیں . جو روحانی تربیت کے علاوہ

Marfat.com

جسمانی صحّت کے لئے بھی مفید ہیں۔ اس طریق سے یہ مختلف موسموں میں آتے ہیں۔ سردی اور گرمی دونوں میں بھوک پیاس برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے ایک تو صحّت درست رہتی ہے۔ دوسرے یہ جہاد کے لئے عملی مشق ہے۔

جن ملکوں میں لازمی فوجی بھرتی کا رواج ہے۔ ان میں عام طور پر ان افراد کو جو اس کام کے لئے چُنے جاتے ہیں۔ سال بھر میں ایک دو ماہ کے لئے کسی فوجی سنٹر میں تربیت حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔

ایسا شخص نو ماہ تک اپنے کاروبار میں مصروف رہتا ہے۔ دسویں مہینے میں اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اِدھر اُدھر کے لین دین کے حساب صاف کر لے۔ تاکہ اس کے سر پر کوئی مالی بوجھ نہ رہے۔ گیارھویں مہینے میں وہ اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے سامان جمع کر لیتا ہے تاکہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کو کوئی دِقّت پیش نہ آئے۔

بارھویں مہینے میں وہ اطمینان سے فوجی پریڈ کے لئے چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان نو مہینے تو اپنا کاروبار کرتا رہتا ہے۔ دسویں مہینے میں اپنے آمد و خرچ کر کے زکوٰۃ نکالتا ہے۔ یہ کام رجب کے مہینے میں کیا جاتا ہے۔ پھر وہ گیارہویں مہینے میں یعنی شعبان میں رمضان شریف کے لئے تیاری کرتا ہے اور سامان مہیا کر لیتا ہے تاکہ روزوں میں اسے دِقّت نہ ہو۔ پھر بارہویں مہینے رمضان

Marfat.com

شریف میں وہ اطمینان سے روزے رکھتا ہے۔ یہ ایک ماہ کی مشق باقی گیارہ مہینوں میں کافی ہوتی ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ میں توحید کی شراب نہ تو شعبان کے مہینہ میں پیوں گا کیونکہ جناب رسول اکرم (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا مہینہ ہے۔ اس لئے کہ اس میں ان کی تقلید میں خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیاری کی جاتی ہے اور نہ رجب میں پیوں گا کہ یہ خدا تعالےٰ کا مہینہ ہے کہ اس میں اس کے حکم سے زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ بلکہ ماہ رمضان میں پیوں گا۔ کیونکہ یہ ہمارا مہینہ ہے کہ ہم اس میں نیکیوں کی مشق کریں۔ اگر میں نے اس مہینہ میں توحید کی شراب نہ پی تو میرے روزے فاقہ کے مرادف ہوں گے اور نمازیں دکھاوے کی عبادت۔ جس کا کچھ ثواب نہیں ملتا۔

نوٹ

رجب میں جو زکوٰۃ دینے کا ذکر آیا ہے یہ صرف رواج کی بناپر ہے، ورنہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ سال کے گزر جانے کے بعد زکوٰۃ واجب الادا ہے۔ رجب ہو یا غیر رجب

Marfat.com

زکوٰۃ

جیساکہ ذکر ہوا ہے۔ ماہ رجب میں مال کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے سرمایہ داری اور کمیونزم کے درمیان یہ ایک مناسب طریقہ ہے۔ جس سے زمانہ کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

نصاب:۔ زکوٰۃ کا نصاب کم از کم سرمایہ ۷½ تولے سونا یا ۵۲½ تولے چاندی ہے۔ سال بھر میں اپنے اخراجات نکالنے کے بعد ضروری ہے کہ وہ کم سے کم بچت جس پر ۲½ فی صد زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی ہے۔ زیادہ سرمایہ پر ادائیگی کے لئے ذیل کی جدول پر غور کیا جائے۔

نمبر شمار	سرمایہ کی تعداد	کس کام میں لگایا گیا	منافع سال بھر کا اخراجات کی منہائی کے بعد	جتنی رقم پر زکوٰۃ واجب الادا ہے	۲½ فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ کی تعداد	کیفیت
۱	ایک لاکھ سرمایہ	تجارت میں	پچیس ہزار (25000)	ایک لاکھ پچیس ہزار (125000)	3125 روپیہ	
۲	ایک لاکھ روپیہ	تجارت تعمیر کارخانہ	پچاس ہزار (50000) پچاس ہزار 50000)	پچہتر ہزار (75000)	1875 روپیہ	

Marfat.com

٣	ایک لاکھ	کارخانہ	پچیس ہزار (25000)	پچیس ہزار (25000)	625 روپے
٤	ایک لاکھ	مزروعہ زمین کی خرید	بارانی ۱/۱۰ چاہی ۱/۲		
٥	ایک لاکھ	مکانات کی تعمیر			
٦	ایک لاکھ	جمع رکھا گیا کہیں لگایا نہیں گیا		ایک لاکھ	2500 روپے

اس جدول سے ظاہر ہے کہ اگر سرمایہ گھر میں پڑا رہیگا۔ نقد ہو یا زیورات کی صورت میں اس میں زکوٰۃ ادا کرنے سے کمی واقع ہوتی رہیگی لیکن اگر اسے تعمیری کاموں میں لگایا جائے گا تو زکوٰۃ صرف اسی بچت پر ہوگی جو اخراجات مہیا کرنے کے بعد موجود ہو۔ یہ تعداد کم ہوگی۔ اگر سرمایہ تجارت پر لگایا گیا ہے۔ اس میں سے نفع بھی کثیر ہوگا۔ اور زکوٰۃ اس نفع میں سے ادا ہو جائیگی زکوٰۃ کے مستحق اپاہج۔ لولے لنگڑے اور محتاج ہیں جو کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں نیز ملک میں اگر اس فنڈ سے اپاہج خانے کھولے جائیں تو قوم میں بھیک منگوں کی تعداد لازماً کم ہو جائے گی جو تندرست ہونے کے باوجود کمانے سے احتراز کرتے ہیں اور ملک اور قوم کے لئے ناواجب بوجھ بن جاتے ہیں مجبور اور معذور لوگوں کے داخل ہونے کے بعد بھیک مانگنا جرم قرار دیا جائے گا۔ اور بیکاروں کی تعداد کم ہو جائے گی۔

علاوہ اس کے صدقہ اور خیرات کرنے کے احکام بھی موجود ہیں۔

Marfat.com

حج

حج فریضہ ہے اُن لوگوں کے لئے جن کو خدا تعالےٰ نے افراطِ سرمایہ سے توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ لوگ اخراجات کو بخوبی برداشت کرسکیں۔ قرض لے کر حج کرنا یا بھیک مانگ کر وہاں جانا ضروری نہیں ہے تاکہ قوم کے افراد پر بوجھ نہ پڑے۔

اس میں مناسک حج جو عام طور پر حضرت ابراہیمؑ کے ایثار اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کے پیش ہونے کی تقلید پر مشتمل ہیں۔ ان کی درگاہ الٰہی میں بیش بہا قربانی کی یادگار ہیں تاکہ قوم میں یہ روح زندہ رہے۔

اس کے علاوہ اور مصلحتیں اور خوبیاں بھی ہیں۔ مثلاً:۔

۱۔ مختلف ملکوں کے مسلمانوں کا باہمی میل جول۔ ایک دوسرے کے رسم و رواج سے آگاہ ہونا۔ دُنیا بھر کے مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ مضبوط ہونا اقتصادی طور پر ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانا۔ مختلف اسلامی ملکوں کے تاجروں کا باہمی ربط۔

۲۔ اسلامی سلطنتوں کے نمائندوں کے اجتماع سے مسلم ممالک کا باہمی اتحاد۔ تجارتی اور ملکی ضرورتوں کا ایک دوسرے سے پورا کرنا، اور

Marfat.com

دشمن کے مقابلہ میں یک جہتی اور اتفاق تاکہ وہ اسلامی ملکوں پر قابض نہ ہو سکے۔

۳۔ مقاماتِ مقدسہ میں جہاں حضور پُر نور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دورانِ حیاتِ دُنیا میں چلتے پھرتے تھے وہ فرش بدل گئے۔ جن دیواروں کو آپ اپنے دستِ مبارک سے چھوتے سے ان کے پلستر اور اینٹیں تبدیل ہو گئیں۔ مگر ایک شے بدستور اسی حالت میں ہے وہ حجرِ اسود ہے۔ جسے حضور اقدسؐ اپنے لب ہائے مبارک سے چومتے تھے۔ یہ وہ سعادت ہے۔ جو ہر اُس مسلمان کو حاصل ہو سکتی ہے جو حج سے مشرف ہوتا ہے

حجرِ اسود سے :-

وہ لب جو نورِ حق سے منوّر تھے سر بسر
اُن سے حضورِ پاکؐ تجھے چومتے رہے
چوموں ہزار بار نہ کیوں فرطِ شوق سے
انور ہیں ان لبوں سے مرے لب ملے ہوئے

Marfat.com

جہاد

جب کوئی قوم ملت اسلامیہ پر حملہ آور ہو اور اُس کی حکومت۔ وقار اور تبلیغی نظام کو ختم کر دینا چاہے تو اس صورت میں دفاعی جنگ کر کے اسے شکست دینا لازمی ہے۔ اسی کا نام **جہاد** ہے۔ اس میں ہر مسلمان کو مالی اور جانی قربانی پیش کرنے کا حکم ہے اور یہ حکم اس طرح صادر ہوا ہے:۔

وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ — اللہ کے راستہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو۔

جہاد میں مقصود شہادت حاصل کرنا ہے۔ مُلک و دولت حاصل کرنا نہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ اس سے شہید کا درجہ بہت بُلند ہو جاتا ہے۔ وہ دوسرے عالم میں اولیائے کرام سے اُونچا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ ویسے بھی جان ہو یا مال۔ خدا تعالےٰ کی عطا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اگر ہم اسے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں تو بمصداق

ع
جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ — جو لوگ جہاد کرتے ہیں۔ اُن کو جہاد

Marfat.com

ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ ۝ ۔ کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ اُن پر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اُن کی مدد پر قادر ہے۔

دونوں صورتوں میں ہم خدا کی عنایت کی ہوئی چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے گویا من وعن واپس کرتے ہیں اور دی ہوئی چیز کا واپس کرنا کوئی احسان کی بات نہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اس میں تمہیں بہت زیادہ ثواب اور نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں بھی جب دشمن اقوام نے اسلام کو مٹانا چاہا تو دفاعی جنگیں لڑنا ضروری امر تھا۔ ویسے دوسرے زمانوں میں اس کی اشد ضرورت اس وقت لازم آتی ہے جب مسلمانوں کو اس لئے شکست دینے کی ٹھان لی جائے کہ یہ اسلام کے نام لیوا ہیں۔

Marfat.com

قربانی

جب بارگاہِ ایزدی سے حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام کو قربانی دینے کا حکم ہوا تو اس کی تعمیل میں آپ نے اپنے پیارے فرز حضرت اسماعیلؑ کو پیش کیا۔ سعادت مند بیٹے نے بھی بطیبِ خاطر اس بات کو منظور کرلیا اور آداب فرزندی بجالایا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی (اقبالؒ)

اپنے محترم آباجان کی خدمت میں عرض کی۔

۱۔ اپنی آنکھوں پر پٹّی باندھ لیجئے۔ تاکہ پدرانہ شفقت اس کارِ خیر میں حائل نہ ہو۔

۲۔ میرے ہاتھ پاؤں رسّی سے جکڑ دیجئے۔ تاکہ اضطراری حالت میں ان کی حرکت سے بے ادبوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔

یہ قربانی تمام احتیاط کے ساتھ پیش کی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اطاعت خداوندی سے اپنے بیٹے کے حلق پر چھری چلادی۔ مگر حکم ایزدی سے وہ گلے کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی اور حضرت اسماعیلؑ کی جگہ حضرت جبرائیلؑ کا بہشت سے لایا ہوا دنبہ ذبح ہوگیا۔ قربانی منظور ہوئی۔ اس بے نظیر ایثار اور

Marfat.com

قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ملّت اسلامیہ میں اس رسم کو یادگار کے طور پر دوامی حیثیت دے دی۔ حضرت اسماعیل کو ذبح ہونے سے اس لئے بچالیا گیا۔ کیونکہ آپ کی پُشت مبارک سے حضور پاکؐ کا ظہور ہونا تھا۔ قربانی کی رسم کو دوام اس لئے بخشا گیا کہ ملّت اسلامیہ ہر سال خون بہانے اور بہتا ہوا خون دیکھنے کی مشق کرتی رہے۔ اس کے افراد جہاد کے میدان میں یہ منظر دیکھ کر گھبرا نہ جائیں اور کفار کی طرح میدان سے بھاگ نہ نکلیں۔ ان لوگوں کو اس نکتہ پر غور کرنا چاہیئے، جو قربانی کی رسم کو اُڑا دینے کی فکر میں ہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ "مجھے قربانی کے گوشت پوست کی حاجت نہیں" اس سے مُدعا یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایثار کی تعلیم دی جائے اور وہ عملی طور پر جہاد میں شریک ہونے کی مشق کرتے رہیں۔ اسی لئے تو اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل شمار کیا گیا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کی قربانی بارگاہ الٰہی میں منظور ہوگئی۔ آپ ذبحِ عظیم قرار پائے۔ مگر ابھی یہ کام تکمیل کو نہیں پہنچا تھا۔ چنانچہ جب حضور سرور کائنات تشریف فرما ہوئے تو آپؐ کو شہادت ایسا بلند مرتبہ عطا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ اس کی یہ صورت اختیار کی گئی کہ آپؐ کے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو یہ فخر بخشا گیا۔ اوّل الذکر کے جسمِ اطہر کا بالائی حصّہ اور ثانی الذکر کا نچلا حصّہ حضور پاکؐ سے بالکل مشابہ تھا۔ حضرت امام حسنؓ کی شہادت زہر کھلا دینے سے واقع ہوئی اور حضرت امام حسینؓ کربلا مُعلّیٰ میں جہاد کرتے ہوئے

Marfat.com

اس بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جان سے پیارے بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ مگر حضرت امام حسینؓ نے صرف اپنی جان ہی نہیں۔ بلکہ اپنے تمام کنبہ کی جانیں اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربان کردیں حضرت خواجہ اجمیریؒ فرماتے ہیں۔

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ دیں پناہ است حسینؓ

سرداد ونداد دست در دستِ یزید
حقاّ کہ بنائے لَا اِلٰہ است حسینؓ

حضرت امام حسینؓ سید الشہدا بادشاہ ہیں وسرتا پا دین ہیں اور دین کو پناہ دینے والے ہیں۔ آپ نے جان دے دی۔ مگر یزید جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بعیت نہیں کی۔ خدا کی قسم آپ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بنیاد ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس کلمہ کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

اقبالؒ کہتے ہیں۔

؎ غریب وسادہ ورنگیں ہے داستانِ حرم
نہائت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

یہ ایک سبق ہے جو مِلّت اسلامیہ کو دیا گیا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت

Marfat.com

اپنا تن من دھن راہِ حق میں قربان کر دے

۵ "یہ شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا"

کھیل

ع "بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے"

بچّے کھیلتے ہیں

۱۔ دوڑ ۔ اُستاد بچّوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتا ہے۔ ایک مقام کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ اُس مقام کو چھوؤ۔ خود وہاں کھڑا ہو کر دیکھتا ہے۔ کہ کس کس نے کس ترتیب سے چھُوا ہے۔ پھر ان کے درجے مقرر کرتا ہے اور ان کو درجہ وار انعام دیتا ہے یا سراہتا ہے۔

۲۔ جستجو۔ بچّوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے دونوں گروہ اپنی اپنی سمت مقرر کر لیتے ہیں اور اس طرف چلے جاتے ہیں جو ان کے لئے مقرر ہوئی ہے۔

ایک گروہ چھپتا ہے۔ دُوسرا اس کی تلاش میں اس جانب روانہ ہوتا ہے

Marfat.com

جدھر پہلا گروہ چھپنے کے لئے گیا ہے۔ بالآخر وہ تلاش کر لیتا ہے۔

اسی طرح :-

۱۔ عبد کو یہاں دُنیا میں بھیجکہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک خاص مقام کی طرف دوڑو۔ اگر میرے حکم کی تعمیل کرو گے تو میری خوشنودی حاصل کرو گے اور انعام پاؤ گے۔ وہ مقام کونسا ہے جدھر دوڑنے کا حکم دیا گیا ہے وہ مقام عَبدُہٗ ہے۔ اس طرف دوڑ کر آنیسے ہٗ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ ھُوَ نے اپنے آپ کو چھپا رکھا ہے۔ عَبد کو دنیا میں بھیج کر حکم دیا ہے کہ مجھے تلاش کرو۔ کس سمت ڈھونڈو۔ عَبدُہٗ کی طرف۔ اگر اس جانب مجھے تلاش کرو گے تو میں تمھیں مِل جاؤں گا۔

پس ھُوَ تک پہنچنے کے لئے حضرت عَبدُہٗ تک رسائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ھُوَ کے ملنے کا یہی مقام ہے۔

اس مختصر کتاب میں عَبد۔ عَبدُہٗ۔ ہٗ کے متعلق سادہ الفاظ میں تشریحات پیش کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ عَبد کا فرض بارگاہِ ھُوَ میں رسائی حاصل کرنا ہے۔ یہ مقصد صرف حضرت عَبدُہٗ کی پیروی اور وساطت سے حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ عالم اس غرض سے وجود میں لایا گیا ہے۔ پس عبد کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنا فرض پہچانے

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک

اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم (اقبالؒ)

Marfat.com

قُربِ قیامت

یاجوج وماجوج

ماضی

حضرت ذوالقرنین اور ان کے تین سفر

پہلا سفر

قرآن حکیم سیپارہ ۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا

پس وہ ایک راہ چلا۔ یہاں تک کہ آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا اور اسے (اس حال میں پایا) کہ (گویا) وہ ایک کیچڑ کے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور کچھ لوگوں کو اس نے پایا۔

یہ سفر حضرت ذوالقرنین نے یوریشا کے مغرب کی طرف کیا۔ وہ رُوس کے شمال مغربی حصہ میں پہنچے۔ جہاں دلدلیں پائی جاتی ہیں۔ آپ کا یہ سفر یورپ کے براعظم میں تبلیغ دین کے لئے تھا۔

Marfat.com

دُوسرا سفر

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ط

پھر وہ ایک راہ میں چلا۔ حتٰی کہ جب آفتاب کے طلوع ہونے کی جگہ میں پہنچا۔ (اسے اس حال میں) پایا کہ وہ ایسے لوگوں میں طلوع کر رہا ہے کہ ہم نے سوائے اُس کے ان کی کوئی پوشش نہیں بنائی۔

آپ نے یہ سفر اسی غرض وغایت سے ایشیا کے مشرق میں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایران سے ہندوستان کے عین مشرقی ممالک آسام وغیرہ میں پہنچے جو ایشیا کے مشرق میں واقع ہیں اور وہاں اب بھی ایسی قوم بستی ہے جو لباس نہیں پہنتی اور ناگا قوم کہلاتی ہے۔

ذوالقرنین۔ قرن کے معنی صدی کے بھی ہیں اور شاخ کے بھی۔ ایک لحاظ سے ایک کا نام دو صدیوں والا ہے کہ ان کا زمانہ ایک صدی کا آخر۔ اور دوسری کا آغاز ہے۔ دوسرے معانی شاخ کے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ نے یوریشیا کے دونوں طرف مشرق و مغرب میں سفر کئے۔ اس لئے دو شاخوں والا کہا گیا ہے۔ گویا آپ کے اس نام کے ساتھ ان کے وہ وصف ہیں جو ان کو متمیز کرتے ہیں بعض لوگ نادانی سے دو سینگوں والا کہہ دیتے ہیں۔ یہ

Marfat.com

بے ادبی ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر کسی شخص کے سر پر سینگ نہیں ہوئے۔ پس ایک نبی علیہ السّلام کے متعلق ایسے لفظ استعمال کرنا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ البتہ تاج پر دو شاخیں ہونا علیحدہ بات ہے۔ نیز مشتری اور عطارد جب ایک ہی برج میں ہوں اس وقت اس کی پیدائش ہو۔ اسے بھی صاحب قرآن کہا جاتا ہے۔

تیسرا سفر

حضرت ذوالقرنین اور یاجوج وماجوج

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۝

پھر وہ ایک راہ میں چلا۔ یہاں تک کہ وہ دو دیواروں کے درمیان میں پہنچا اور ان دونوں دیواروں کے اس طرف کچھ لوگوں کو پایا جو کسی بات کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین کہ تحقیق یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔ پس کیا ہم تمہارے لئے کچھ مال جمع کریں۔ اس (امید پر) کہ تم ہمارے اور ان کے درمیان میں ایک ایسی دیوار بنا دو کہ وہ ہم تک

Marfat.com

اٰتُونِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ط

نہ آسکیں) ذوالقرنین نے کہا کہ وہ (مال) جس میں میرے پروردگار نے مجھے قدرت دی ہے۔ تمہارے مال سے یہ بہتر ہے لہذا مجھے مال کی ضرورت نہیں۔ پس تم مجھے قُوّت سے مدد دو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک حجاب بنا دوں۔ تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔

حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ط

چنانچہ وُہ لائے اور اس نے ایک بہت بڑی بُلند دیوار بنائی۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے درمیان میں اس دیوار کو انہی کے برابر بلند کر دیا (پھر اُس کے گرداگرد آگ رکھدی تو کہا) اسے دھونکو۔

حَتّٰی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا لا قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ

یہاں تک کہ (جب) اس (لوہے) کو (مثل) آگ (کے سُرخ) کر دیا تو کہنے لگا کہ پگھلا ہوا تانبا مجھے دو اس پر

Marfat.com

ڈالوں گا۔

فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (اور وہ لوہا اور تانبا مل کر ایک چیز ہو گئے) پس یاجوج و ماجوج نے نہ اس پر چڑھنے کی قوت پائی اور نہ اس میں سوراخ کرنے کی قوت پائی۔

حال

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ پھر جب میرے پروردگار کا وعدہ (یعنی روز قیامت) آجائے گا۔ تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیگا اور میرے پروردگار کا وعدہ پورا سچّا ہے اور ہم اس دن (یاجوج ماجوج کو) چھوڑ دیں گے کہ بعض ان کے بعض کے ساتھ ملیں اور صور پھونکا جائے گا۔ پس ہم سب لوگوں کو جمع کریں گے اور اس دن کافروں کے سامنے دوزخ پیش کریں گے۔

حضرت ذوالقرنین کے پہلے دونوں سفر مشرق اور مغرب کی طرف تھے۔ مگر یہ سفر وسط ایشیا میں شمال کی طرف تھا۔ اس میں ذکر ہے کہ وہ دو پہاڑوں کے

Marfat.com

درمیان پہنچے۔ جہاں ایک قوم نے عرض کی کہ قوم جاجوج ماجوج کے لوٹ مار، اور تاخت و تاراج سے بچانے کے لئے وہ ان کے لئے ایک دیوار بنا دیں چنانچہ حضرت ذوالقرنین نے لوہا اور تانبا پگھلا کر ایک اونچی دیوار بنا دی۔ جو ان پہاڑوں میں دُور تک چلی گئی ہے۔ اور اس سے دونوں مُلک ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ وسط ایشیا میں ایسی دیوار دیوارِ چین ہے جو ان پہاڑوں کے سلسلہ میں دور تک چلی گئی ہے۔ یہ روس اور چین کو جُدا کرتی ہے۔ روسی علاقہ کے لوگ دستبرد کرنے والے تھے اور اہلِ چین حضرت ذوالقرنین سے پناہ طلب کرنے والے۔

پھر ارشاد ہے کہ یاجوج و ماجوج اس پر چڑھنے کی قوت نہ پائیں گے۔ اور نہ اس میں سوراخ کر سکیں گے۔ چنانچہ یہ دیوار اب تک جبکہ حضرتِ ذوالقرنین کے زمانہ کو ہزاروں سال گزر گئے۔ بالکل اسی طرح قائم ہے اور اس میں کوئی نقص واقع نہیں ہوا۔ اور مدت ہائے دراز تک دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔ ساتھ ہی ارشاد ہے کہ یہ دیوار قیامت کو ریزہ ریزہ ہو گی۔

یَاجُوج ومَاجُوج ۔ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے جس طرح حضرت ذوالقرنین کے نام میں ان کے ایسے وصف پائے جاتے ہیں جو ان کو متمیز کرتے ہیں۔ اسی طرح اس نام میں بھی جو دو ناموں سے رکھا

Marfat.com

ہے۔ اس کے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں۔ ان دونوں سے مراد قریباً قریباً سرکشی اور خدا کو نہ ماننے کی ہے۔ چنانچہ یہ دونوں وصف اس زمانہ میں بھی اس قوم میں پائے جاتے تھے اور اب بھی پائے جاتے ہیں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس یوم کو یعنی قرب قیامت کے زمانہ میں ھسم (یاجوج و ماجوج) کو چھوڑ دیں گے کہ بعض ان کے بعض کے ساتھ ملیں۔ ظاہر ہے کہ جن دو قوموں کو حضرتِ ذوالقرنین کو دیوار بنا دینے کے بعد جدا جدا کیا گیا تھا۔ ان کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ دیوار تو قیامت تک قائم رہے گی۔ اس سے پہلے نہیں ٹوٹے گی۔ مگر وہ دونوں قومیں جن میں سے ایک یاجوج و ماجوج ہر آپس میں ان کے بعض بعض سے ملیں گے۔ یعنی ان میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو جائیں گے۔

آج قریباً چودہ سو سال بعد قرآن حکیم کی یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ کہ دیوارِ چین قائم ہے۔ مگر جاجوج و ماجوج (اہلِ روس) اور (اہلِ چین) میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔ اہلِ روس کمیونسٹ ہیں۔ اس کے ساتھ چین بھی کمیونزم میں شامل ہو گیا ہے

کمیونسٹ۔ خدا کو نہیں مانتے اور ہر ملک میں فساد بھی پھیلاتے ہیں۔ یہ سرکشی اور خدا کو نہ ماننے کے جو دو اوصاف یاجوج و ماجوج کے ہیں۔ ان میں پائے جاتے ہیں اور یہ دونوں ملک کمیونزم کے سب سے بڑے

Marfat.com

رُکن ہیں۔ آغاز روسیوں سے ہُوا ہے اور وہ دُنیا بھر میں اس ازم کو پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

مُستقبل

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ	یہاں تک کہ جب جاجوج و ماجوج
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَ	کھول دیئے جائیں گے اور ہر بلندی سے
اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ	دوڑ پڑیں گے۔ اور قیامت کا سچا وعدہ
شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط	نزدیک آجائے گا۔ پس یہ ہوگا کہ کافروں

کی آنکھیں (شدّتِ خوف سے) کھُلی کی کھُلی رہ جائیں گی۔

پھر قربِ قیامت میں ایسا ہوگا کہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے یعنی وہ ہر قسم کے معاہدات امن کو بالائے طاق رکھ دیں گے۔ . . . . . .

. . . . اور سرکشی اور فساد پھیلائیں گے اور ہر بلندی سے دوڑ پڑیں گے۔ سے یہ مراد ہے کہ زمانۂ ماسبق میں مختلف ممالک کے درمیان جو پہاڑوں، دلدلوں، یا سمندروں کی یا دیوارِ چین کی سی جو مصنوعی اور قدرتی رُکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے وہ ممالک ایک دوسرے پر حملہ آور نہیں ہو سکتے تھے۔ ان سب کو یاجوج و ماجوج عبور کر جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اب ہوائی جہازوں سے ہر بلندی کو عبور کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

دُنیا بھر میں اس وقت کمیونزم والے سرکشی اور فساد پھیلا رہے ہیں اور خدا کو بھی نہیں مانتے ۔ یہ جارحانہ اقدام کرتے ہیں ۔ ان میں روس چین اور یورپ کے بعض مُلک شامل ہیں۔ ان سب کا عقیدہ خدا کو نہ ماننا اور محض سرکشی اور فساد پھیلانا ہے۔

ان کے مقابل میں دفاعی اور احتیاطی انتظام کے لئے دو قومیں متحد ہوئی ہیں ۔ ایک تو عیسائی ہیں جو امریکہ ، برطانیہ اور یورپ کے بُہت سے ملکوں میں حکمران ہیں ۔ اگرچہ خدا کو تثلیث کے رنگ میں مانتے ہیں مگر مانتے ضرور ہیں دوسرے مسلمانوں کی بڑی بڑی سلطنتیں ہیں (ترکی ۔ عراق ۔ ایران اور پاکستان) یہ لوگ خدا کی خالص وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں۔

گویا دنیا بھر میں بڑے پیمانے پر اس وقت دو پارٹیاں ہیں ۔ ایک خدا کو ماننے والی۔ دوسری نہ ماننے والی ۔ آخر الذکر پارٹی کا اقدام جارحانہ ہے اور وہ ہر مُلک میں اپنا وقار قائم کرنا چاہتی ہے ۔ شر انگیزی اور فساد پھیلانا اس کا وطیرہ ہے۔

اوّل الذکر پارٹی خدا کو ماننے والی ہے۔ اس کا اقدام مدافعانہ ہے ۔ یہ اس شر انگیزی کو روکنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے ۔

قرآن حکیم نے یاجوج و ماجوج یعنی سرکش اور خدا کو نہ ماننے والی پارٹی کا ذکر فرمایا ہے ۔ حضرتِ ذوالقرنین کے وقت میں ان کی کارستانی

Marfat.com

کا ذکر کر کے پھر رُوس اور چین کے کمیونزم کی صورت میں الحاد کی خبر دی ہے۔ پھر قربِ قیامت میں ان کے خروج اور فساد انگیزی کا ذکر فرمایا ہے۔ جس طرح گزشتہ زمانوں میں فرعونیت اور نمرودیت سر اٹھاتی رہی۔ اور اس کی سرکوبی خدا کے ماننے والوں نے کی۔ اسی طرح اس ازم کا انجام بھی وہی ہوگا۔ جو اس سے پہلے خدا کے نہ ماننے والوں کا ہوتا رہا ہے۔ ایٹم اور ہیڈروجن بموں کی تیاری۔ ہوائی جہازوں کی افراط اس پر دال ہے کہ قربِ قیامت میں کوئی بڑا ہنگامہ دُنیا بھر میں ہونے والا ہے۔ جس کی پیشینگوئی قرآن پاک میں ارشاد ہوئی ہے۔ اور خبر دی گئی ہے۔

Marfat.com

کھیل ختم

قیامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝
وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝
وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝
وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اپنے مالک کا حکم مان لے گا اور اس کو (وہی) سزاوار ہے اور جب زمین کھنچ جائیگی اور جو کچھ اس کے اندر ہے نکال دیگی اور خالی ہو جائے گی۔

○

يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّ
تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا فَارْتَقِبْ
يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ
مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ ط
هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

جس دن آسمان خوب چکر کھانے لگے گا۔ اور پہاڑ خوب چلنے لگیں گے۔ پس (اے نبی) تم اس دن کا انتظار کرو۔ جب آسمان ایک صاف دھواں لائیگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ ایک درد دینے والا عذاب ہے۔

○

Marfat.com

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهٗ ط وَعْدًا عَلَيْنَا ط إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ہ	جس دن ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے مثل لپیٹ لینے کاغذوں کے طومار کے جس طرح ہم نے پہلی پیدائش کی ابتدا کی تھی۔ اسی طرح سے دوبارہ پیدا کر لیں گے یہ ہمارے اوپر ایک (قدرتی) وعدہ ہے بے شک ہم اسے کرنے والے ہیں۔

ان آیات مقدسہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت میں زمین و آسمان سب دھواں کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ اور سب کچھ ٹوٹ پھوٹ جائے گا جیسا دھواں کہ کائنات کی ابتداء میں تھا اور جس سے یہ اجرام فلکی اور زمین بنی تھی۔ مگر زندگی دوبارہ نئے طرز سے شروع ہو جائے گی۔ انسانی اعمال کے مطابق اس کا دور نئے لطیف لباس میں بہشت، اعراف اور دوزخ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے۔ گنہگاروں کو معاف کر کے درجے عطا فرما سکتا ہے۔

Marfat.com

دعوتِ اسلام

(۱)

قرآن کریم کی حقانیت

۱۔ قرآن حکیم میں زمانہ گزشتہ میں قوموں کے حالات اور ان کی اصلاح کرنے والوں کی تمام کوششوں اور ان کے نتائج کا ذکر ہے۔

۲۔ زمانۂ حال اور آئندہ کے متعلق صحیح پیشین گوئیاں موجود ہیں۔

۳۔ ان تشریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کلام پاک کتنا فصیح اور بلیغ کلام ہے ملک عرب میں کوئی شخص ایک آیت کے مقابلہ میں ایک آیت بھی پیش نہ کر سکا۔

۴۔ قرآن حکیم میں آج پونے چودہ سو سال تک ایک لفظ تو کجا۔ زیر و زبر کا فرق نہیں پڑا۔ اور نہ قیامت تک پڑے گا۔ حالانکہ دوسری تمام سماوی کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے اور اصلی نسخے نایاب اور ناپید ہیں۔

۵۔ قرآن حکیم کے اصول نہایت اعلےٰ درجہ کے ہیں اور دنیا میں امن و امان

Marfat.com

کے ضامن ہیں۔

ان خوبیوں کو ملحوظ رکھ کر ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سب اس کے اصولوں پر کاربند ہوں اور اپنے حُسنِ عمل سے دُنیا کو دکھا دیں کہ ان اصولوں پر کاربند ہونے سے انسان حقیقی ترقی کر سکتا ہے۔ ہماری خوش عملی کو دیکھ کر دوسری غیر مسلم قومیں ان خوبیوں سے متاثر ہو کر یہی راستہ اختیار کریں۔ جیسا کہ قرونِ اولےٰ میں مسلمانوں کے حُسنِ عمل سے متاثر ہو کر دوسرے لوگ ایمان لائے تھے۔

یہ ایک عملی دعوت ہے جو غیروں کو متاثر کر سکے گی۔

(۲)

تمثیل

سامنے دیکھنا! عرشِ الوہیت اور کائنات کے مقامِ اتصال پر ایک دروازہ ہے۔ جہاں سے انوارِ الٰہی کی شعاعیں کائنات میں آ رہی ہیں۔ اس دروازہ کے آگے ایک بڑی ڈیوڑھی ہے۔ یہ اُس نُور سے بنی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ یہ نُور نُورِ محمدیؐ کہلاتا ہے۔ ڈیوڑھی کی اگلی دیوار کے دو حصے ہیں۔ اوپر کا حصہ ایک موٹے اور چمکدار شیشے سے پٹا ہوا ہے۔ عرشِ الوہیت سے

Marfat.com

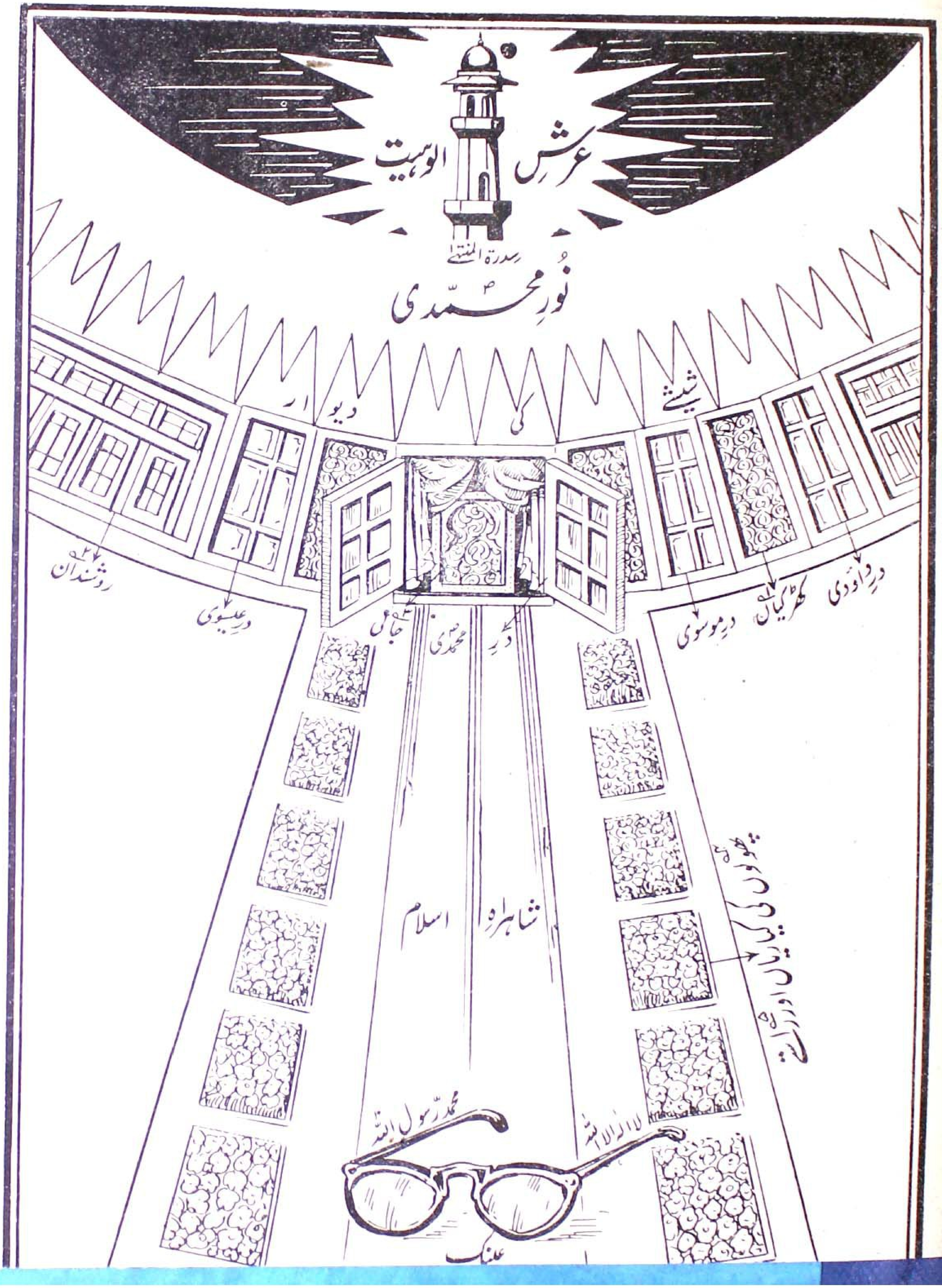
عرش الوہیت
سدرۃ المنتہٰی
نورِ محمدی
دیوار
کی
شیشے
روشندان
درِ عیسوی
حجاب
محمدی
ڈگر
درِ موسوی
کھڑکیاں
درِ داؤدی
شاہراہ اسلام
پھولوں کی کیاریاں اور راستے
محمد رسول اللہ
لا الہ الا اللہ
عینک

Marfat.com

انوارِ الٰہی کی شعاعیں جب نورِ محمدیؐ پر پڑتی ہیں تو منعکس ہو کر اس شیشہ کی دیوار سے کائنات میں آتی ہیں۔ یہ شعاعیں تخلیقی کہلاتی ہیں۔ آغاز آفرینش سے کائنات میں تخلیقی کام یہی شعاعیں کرتی ہیں اور قیامت تک کرتی رہیں گی۔

اس دیوار کا نچلا حصہ ٹھوس اور غیر شفاف ہے۔ اس حصہ میں بہت سے روشندان کھڑکیاں اور صرف چار دروازے ہیں۔ جن میں سے ایک بہت بڑا ہے۔ دوسرے تین چھوٹے ہیں۔ ان سب کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ روشندان[1] اور کھڑکیاں باری باری سے کھلتی رہی ہیں اور کائنات میں ان سے نور کی منعکس شدہ شعاعیں آتی رہیں اور دلوں کو نورانی کرتی رہیں۔ پھر دروازے کھلنا شروع ہوئے اور اپنے وقت پر کھل کر کائنات میں اپنی وسعت کے مطابق نور کا فیضان کرتے رہے۔ کھڑکیوں کے نام دھندلے ہونے کے سبب سے صاف نہیں پڑھے جاتے۔ مگر دروازوں[2] کے نام بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کے نام علی الترتیب داؤدی۔ موسوی۔ عیسوی ہیں اور بڑے اور درمیانی دروازے کا نام محمدی دروازہ

۱؎ انبیائے کرام اہل صحیفہ و بے صحیفہ

۲؎ اہلِ کتاب انبیائے کرام۔

ہے۔ تین دروازے باری باری سے کھُلتے رہے۔ مگر اب پونے چودہ سو سال سے بڑا دروازہ جو محمدی دروازہ کہلاتا ہے۔ کھُلا ہے۔ ان سب پر جالیاں سی لگی ہیں۔ چنانچہ اس دروازہ پر بھی خوبصورت جالی[1] لگی ہے۔ اس جالی کے خانوں کو قریب سے دیکھیں تو اندرونی نُور کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

ان جالیوں سے نُور کی منعکس شدہ شعاعیں کائنات میں آرہی ہیں۔ اس دروازہ کے سامنے ایک وسیع شاہراہ ہے۔ ایسی شاہراہیں روشندانوں، کھڑکیوں اور دروازے کے سامنے بھی موجود تھیں۔ مگر یہ شاہراہ بڑی عظیم الشان اور وسیع ہے۔ اس کا فرش سفید سنگ مرمر سے بنا ہے۔ اس کے کناروں پر خوشنما اور خوشبودار[2] پھولوں کی کیاریاں ہیں۔ جن کے حاشیے سنگ سبز سے بنے ہیں۔ یہ دونوں پتھر حجاز کی پہاڑیوں سے برآمد کیئے گئے ہیں۔ کیاریوں کے درمیان شاہراہ میں داخل ہونے کے لیئے راستے ہیں۔ پھولوں کی خوشنمائی اور عطر بیزی مسافروں کو اس شاہراہ کی طرف کھینچ لیتی ہے اور وہ جوق در جوق اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اِس شاہراہ پر شعاعوں کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ جیسا کہ سُورج چاند اور جلتے ہوئے گیس کی طرف سیدھے چلیں تو روشنی

---

[1] اولیائے کرام [2] اسلام کے زرّیں اصوُل

Marfat.com

سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ چنانچہ چور چاندنی راتوں میں چوری کرکے سیدھے چاند کے رُخ بھاگتے ہیں۔ جس سے ان کا پیچھا کرنے والوں کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ چاندنی رات میں دُور تک صاف دکھائی دیتا ہے۔ اس طرح وہ بھاگ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

اس لیئے ایک عینک استعمال کرنی پڑتی ہے۔ جس سے راستہ صاف دکھائی دیتا ہے اور سفر بڑے آرام و اطمینان سے طے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہوائی جہاز کے سفر میں عینکیں استعمال کرتے ہیں۔ جس طرح بحری جہاز میں پانی میں تیرنے کی ربڑ کی بنی ہوئی ٹیوبیں جہاز کی دیواروں سے لٹکی ہوتی ہیں تاکہ ضرورت کے وقت اہلِ جہاز ان کو استعمال کر سکے۔ اسی طرح یہ عینکیں ان حاشیوں پر بکثرت رکھی گئی ہیں۔ استعمال کرنے والے رہنما بھی وہاں موجود رہتے ہیں۔ یہ عینکیں مسافروں سے مل سکتی ہیں۔ اس عینکوں کے شیشے حجازی کارخانہ سے بن کر آتے ہیں جو نہایت اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ شیشے دو قسم کے ہیں۔ جیسا کہ برقی طاقت میں مثبت اور منفی دو قوتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ان کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کی موجودگی سے کام چلتا ہے۔ ایک ہی قسم کے دونوں شیشے کام نہیں دیتے۔ ان شیشوں پر نام درج ہیں۔ جن سے یہ شناخت کیئے جا سکتے ہیں۔ عام طور پر ان دونوں سے بنی بنائی عینکیں دستیاب ہوتی ہیں۔

سامنے کی عینک میں شیشوں کے نام درج ہیں۔ پڑھ کر دیکھ لیجیئے۔

Marfat.com

اوہو۔ یہ تو عربی زبان کے نام ہیں۔ ایک پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھا ہے۔ دُوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ یہ عینک آپ سب کے پاس موجود ہے۔ آؤ دوسرے لوگوں کو بھی اس عینک کے فائدے بتائیں اور اس شاہراہ پر چلنے کی ترغیب دلائیں۔ جس پر ہم چل رہے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ان ہدایات پر پورے طور پر عمل کریں جو اس پر چلنے کے لئے جاری کی گئی ہیں۔

بعض لوگ اس شاہراہ سے ہٹ کر اس روشنی میں یہی عینک استعمال کرتے۔ یعنی نیا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ صحیح منزل پر نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ صراط مستقیم پر ہی چلنا بہتر اور افضل ہے۔

Marfat.com

اظہارِ حقیقت

میسّر ہے کہاں کالج کے در سے
جو ملتا ہے بزرگوں کی نظر سے
گزر آگے نہیں عقل و خرد کا
دلِ درد آشنا و چشمِ تر سے
مفرّ ہوں نہ عالم ہوں نہ زاھد
نہیں ہوں باخبر بھی میں خبر سے
بلندی ہے مرے مضموں کو حاصل
یہ اک روشن دل و صاحب نظر سے
تمنّا فیض کی ہے جن کو انور
الٰہی! یہ گھٹا اُن پر بھی ملے سے

انور ہاشمی

Marfat.com

○

ڈھونڈتی ہیں اب نگاہیں پھر تِری اُس شان کو
تیغ کو، تدبیر کو، تسبیح کو، قرآن کو

انور ہاشمی

Marfat.com

تاریخ تألیف و طباعت

(از جناب پیر غلام دستگیر صاحب نامی برادر عم زاد کلاں و ہم زلف مصنف)

محلہ چلہ بیبیاں لاہور

کردہ تصنیف لطیف انور علی ہم زلف من
آنکہ در چشمان اہل فن گرامی آمدہ

دارد از روحِ قلندر فیض او ہم از مراد
ہر دو مشہورِ زمن از خوش کلامی آمدہ

سال تالیف و طباعت از دعا نامی مجل
"عبدہٗ تصنیفِ انور شاہ نامی آمدہ"

۱۳۷۵ھ

Marfat.com

تصحیح اغلاط

نمبر صفحہ	سطر	غلط الفاظ	صحیح
۵	۱	۱۳۶۴ھ	۱۳۶۹ھ
۲۰	آخری سطر	رومی رح	سعدی رح
۴۷	۷	شہاب	مہتاب
۵۸	۴	ہیں تصویر	ہیں ہے تصویر
۸۰	۴	تبریرہ سے	تبریز سے
۸۸	۶	فسمت	قسمت
۹۷	۱	طالب	طالبؒ
۱۰۲	۱۲	مَنْ	مِنْ
۱۰۸	۵	مناسک رج	مناسک حج
״	۱۱	افتصادی	اقتصادی
۱۱۲	۲	فرزہ	فرزند

Marfat.com

نمبر صفحہ	سطر	غلط الفاظ	صحیح
۱۶	۵	حَسَنُ	حَسَنَ
؍؍	۱۴	اَمْوَاتٌ	اَمْوَاتٌ
؍؍	۱۳	تَشْعُرُوْنَ	تَشْعُرُوْنَ
۱۷	۳	نبیوں	نبیوں؏
؍؍	۳	نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ	نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ
؍؍	۵	بَعْضَهُمْ	بَعْضُهُمْ
۱۸	۱	هـوا	هٰذا
؍؍	۹	نبیوں	نبیوں؏
؍؍	۱۱	حضورؐ	حضرت
۱۹	۳	اَرِنِیْ اَنْظُرْ اَلَيْكَ	اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ
۲۱	۹	پاک	پاکؐ
۲۲	۱۳	لعر	نعرہ
۲۴	۶	رَحْمَةً الِّلْعَالَمِيْنَ	رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ
۲۷	۶	عَبْدُهٗ وَرَسُوْلَهٗ	عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
؍؍	۷	پاک	پاکؐ
۳۱	۱	فَاَحْبَبْتُ	فَاَحْبَبْتُ
؍؍	۱۵	اس	اس میں
۳۳	۹	اَنْدَادًا	اَنْدَادًا
؍؍	۱۰	اِلَى السَّمَآءِ	اِلَى السَّمَآءِ
۳۷	۲	عَبْدَهٗ	عَبْدُهٗ
۳۹	۷	عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ	عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ
		بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ	بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ

نمبر صفحہ	سطر	غلط الفاظ	صحیح
۴۰	۵	كَمِشْكٰوةٍ	كَمِشْكٰوةٍ
؍؍	۷	يُوْقَدُ	يُّوْقَدُ
؍؍	۸	شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَا	شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا
؍؍	۹	وَّلَا	وَّلَا
؍؍	۹	وَلَوْ	وَلَوْ لَمْ
؍؍	۱۰	تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ	تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ
۴۱		دُنیا	دُنیا متعلقہ صفحہ ۲۶
۵۱	۱۴	النُّطْفَةَ	النُّطْفَةَ
؍؍	۱۵	الْعَلَقَةَ	الْعَلَقَةَ
۵۲	۱	الْمُضْغَةَ	الْمُضْغَةَ
؍؍	۳	اخنتره	اخسترہ
؍؍	۱۱	عورتوں کی	عورتوں کو
۵۳	۳	يُخْرِجُ ـ تُخْرِجُ	يُخْرِجُ ـ يُخْرِجُ
؍؍	۴	الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ	الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ
؍؍	۱۲	تمیں	[illegible]
؍؍	۱۴	يَقُوْلُوْنَ	لَيَقُوْلُنَّ
۵۴	۶	مِنَ السَّمَاءِ	مِنَ السَّمَآءِ
؍؍	۷	مُخْضَرَّةً	مُخْضَرَّةً
؍؍	۱۰	نُخْرِجُ ـ مَتَرَاكِبًا	نُخْرِجُ مُتَرَاكِبًا
۵۵	۱۵	الْحَدِيْدَ	الْحَدِيْدَ
؍؍	۱۷	مِن	مَن
۵۶	۱۲	تصریف	تَصْرِيْف

Marfat.com

نمبر صفحہ	سطر	غلط الفاظ	صحیح
٦١	۴	وَسَلِّمُوْا	وَسَلِّمُوْا
٦۵	١٧	بڑا	بہت
٦٧	١٢	اَلْبَاطِلَ	اَلْبَاطِلُ
٦٨	٩	نَبِيًّا وَّادَم	نَبِيًّا وَّادَمُ
٧١	١١	بَارَكَ	بَارِكْ
٧٢	١۴	حُدُوْدَ اللّٰهِ	حُدُوْدُ اللّٰهِ
٧۴	١٠	اجزاء / اجزاء	اعضا
٨٢	٧	صد	از
〃	١۵	بَشَرًا مِثْلُكم	بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
٨٣	١	بَشَرًا	بَشَرٌ
٩٢	۴	اَدُلُّكم عَلٰى تِجَارَةٍ	اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ
〃	٨	خَيْرُ	خَيْرٌ
٩٣	١	عَمَلُ	عَمَلٌ
٩۴	۴	فِي الْاَرْضَ جَمِيْعًا	فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
〃	٦	دَائِبِيْنِ	دائبين
٩٧	١	طَالِبُ هَا كُلَابُ	طَالِبُ هَا كِلَابٌ
١٠٢	۴	سجدہ کے آگے	ج
〃	١٣	وَاِنَّ مِن	وَاِنْ مِّنْ
١١٧	٨	مَغْرَبَ	مَغْرِبَ
〃	٩	تَغْرَبُ	تَغْرُبُ
〃	١٠	حَمِئَةٍ	حَمِئَةٍ وَّجَدَ

نمبر صفحہ	سطر	غلط الفاظ	صحیح
١١٨	٣	مَطْلَعَ الشَّمْسَ	مَطْلِعَ الشَّمْسِ
〃	۴	نَجْعَلْ	نَجْعَلُ
١١٩	٧	ثُمَّ اتْبَعَ	ثُمَّ اَتْبَعَ
〃	٩	يُكَادُوْنَ	يَكَادُوْنَ
〃	١٠	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
〃	١۴	هٰكَنِّيْ	مَكَّنِّيْ
١٢٠	١٠	قَالَ انْفُخُوْا ط	قَالَ انْفُخُوْا
〃	١٦	اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ	اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ
١٢١	٧	رَحْمَةٍ	رَحْمَةٌ
〃	٧	رَبِّيْ وَ	رَبِّيْ
〃	١٠	بَعْضَهُمْ	بَعْضُهُمْ
〃	١٢	فَجَمَعَهُمْ	جَمَعْنَاهُمْ
〃	١۴	عَرَضًا	عَرْضًا
١٢۴	۵	يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ	يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ
〃	٨	اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ	اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
١٢٧	١٢	مُبِيْنٍ تَخْشٰى	مُبِيْنٌ يَّخْشٰى
١٢٨	٢	اَلْكُتُبِ	لِلْكُتُبِ
〃	٣	خُلُقِ	خَلْقِ
١۴٢	١	وَسَلَّمُ	وَسَلَّمَ

عَبْدُهٗ

Marfat.com

خیامؒ و اقبالؒ

زیرِ تالیف کتاب

مصنّفہ (پیر) انور علی شاہ آنور ہاشمی۔ قلعہ مسیتا مرید کے ضلع شیخوپورہ

اس کتاب میں حکیم عمر خیامؒ کی منتخب رباعیات اور علامہ اقبالؒ کے

چیدہ چیدہ اشعار کی تشریحات پیش کی گئی ہیں:۔

موازنہ کے طور پر بھی اور الگ الگ بھی۔

ان کی اصطلات کے معانی بھی لکھے گئے ہیں۔ خواجہ حافظؒ کے چند شعروں

کی شرح بھی کی گئی ہے۔

نمونہ ملاحظہ ہو:۔

عشق الٰہی

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا
کہ عشق آساں نمود اوّل ولی افتاد مشکلہا

(خواجہ حافظؒ)

Marfat.com

سحر آمد ندا از درِ میخانۂ ما کائے رندِ خراباتی دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمے زاں پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

(حکیم عمر خیام)

نخستیں بادہ اندر جام کردند
ز چشمِ مستِ ساقی وام کردند

(عراقی رح)

نوٹ :۔ ان اشعار میں اوّل۔ سحر۔ نخستیں سے روزِ ازل اور میثاق اوّل مُراد ہے۔

منظوم ترجمہ از مصنّف

توحید کی شراب کے مستِ الست پی جب تک ہے زندگی تری سرمستیوں میں جی
کیا یاد ہے وہ منظرِ پیمانِ اوّلیں چھوٹے تھے جس کو دیکھ کے اہلِ خرد کے جی
تو نے مگر وہ بارِ امانت اُٹھا لیا جس کے بغیر تلخ ہے اب زندگی تری
مردانِ کار کا نہیں شیوہ کریں گریز ابتر ہے بڑھ کے موت سے ذلّت کی زندگی

ساقی سے عرض کر کہ لنڈھائے سبوئے مے
انور اسی کے لطف و کرم سے ہے برتری

Marfat.com

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں

(علامہ اقبالؒ)

اے اللہ تعالیٰ! تو نے جو روزِ ازل میں مجھے عشق دیا۔ اس کی نوا سے ہی عرش الٰہی میں شور پڑا اور اس کائنات میں بھی اسی سے ہی رونق ہوئی اور ہنگامے برپا ہوئے۔ ورنہ جب تک فرشتوں کی دنیا تھی۔ ہر طرف خاموشی ہی چھائی ہوئی تھی۔

حوریں اور فرشتے جو تیری نورانی مخلوق ہیں۔ ان میں سے حضرت جبرائیلؑ مقرب فرشتہ ہیں۔ مگر ان کا کام تیرا پیغام حضرات انبیائےؑ تک پہنچانا ہے۔ پیغام لانے والا خادم ہوتا ہے۔ اس لئے فرشتے انسانی مخلوق کے خادم ہیں۔ اور حوریں بھی اسی غرض سے پیدا کی گئی ہیں۔

پس نوعِ انسانی فرشتوں سے افضل ہے۔

نیز سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میری (نوع انسانی) کی نگاہ سے عرش الٰہی میں خلل واقع ہوا۔ وہ اس طرح کہ معراج شریف میں حضور اقدس

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انوارِ الٰہی کے اندر داخل ہوئے
جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام مقرب فرشتہ ہونے کے باوجود نہ پہنچ سکے

مرغ و ماہی

با بطے گفت ماہیٔ باتب و تاب
باشد کہ بجوئے رفتہ باز آید آب
بط گفت چوں من و تو گشتیم کباب
بود از پسِ مرگِ ما چہ دریا چہ سراب
(عمر خیامؒ)

منظوم ترجمہ

مچھلی بغیر آب کے جو تھی تڑپ رہی
کہنے لگی یہ بط سے کہ اے وائے بےکسی
ندی میں لوٹ آئے جو پانی بہا ہوا
زندہ رہیں نہ پھر ہمیں خطرہ ہو موت کا
بط نے دیا جواب یہ با حالِ اضطراب
جب جل کے ہو چکے ہوں ہمارے بدن کباب

Marfat.com

آنا نہ آنا اُس کا برابر ہی ہے جناب
موت آگئی تو ایک ہے دریا ہو یا سراب (مصنف)

ہر شئے مسافر ہر چیز راہی
کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی
تو مردِ میداں تو میرِ لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی (علامہ اقبالؒ)

چاند تارے - مغرب کی چھوٹی بڑی موجودہ ترقی یافتہ سلطنتیں -

مُرغ - ہوائی طاقت

ماہی - بحری طاقت

تشریح :- اے مسلمان! تو مغرب کی بڑی اور چھوٹی سلطنتیں اور ان کی بحری اور ہوائی طاقتیں دیکھ کر مضطرب اور حیران ہے یہ تو زوال پذیر ہیں - ان کو دوام اور استقامت حاصل نہیں -

ان کے مقابلہ میں تو میدان جہاد میں لڑنے والا بہادر ہے - اور تو اس اُمت کا فرد ہے - جسے اللہ تعالیٰ نے سب اُمتوں کا سردار بنایا ہے -

Marfat.com

ان کو تو صرف اپنی مادی قوّتوں پر ناز ہے۔ مگر تجھے مادی ساز و سامان کے علاوہ ایک اور چیز حاصل ہے۔ جو ان کو میسّر نہیں۔ وہ غیبی امداد ہے۔ جس کے بل بوتے پر قرونِ اولیٰ میں مُسلمانوں کی تھوڑی تھوڑی جمعیتوں نے بڑی بڑی فوجوں پر فتح حاصل کی۔

یہ کتاب عنقریب شائع ہو جائے گی۔

خط و کتابت کا پتہ:

انور علی شاہ انور ہاشمی قلعہ مستیا منڈی مُرید کے

ضلع شیخوپورہ (مغربی پاکستان)

کتاب ہذا "عبدہٗ" اردو پریس میکلوڈ روڈ لاہور میں چھپوا کر مصنف انور ہاشمی پرنٹر پبلشر نے قلعہ مستیا منڈی مُرید کے سے شائع کی۔

Marfat.com

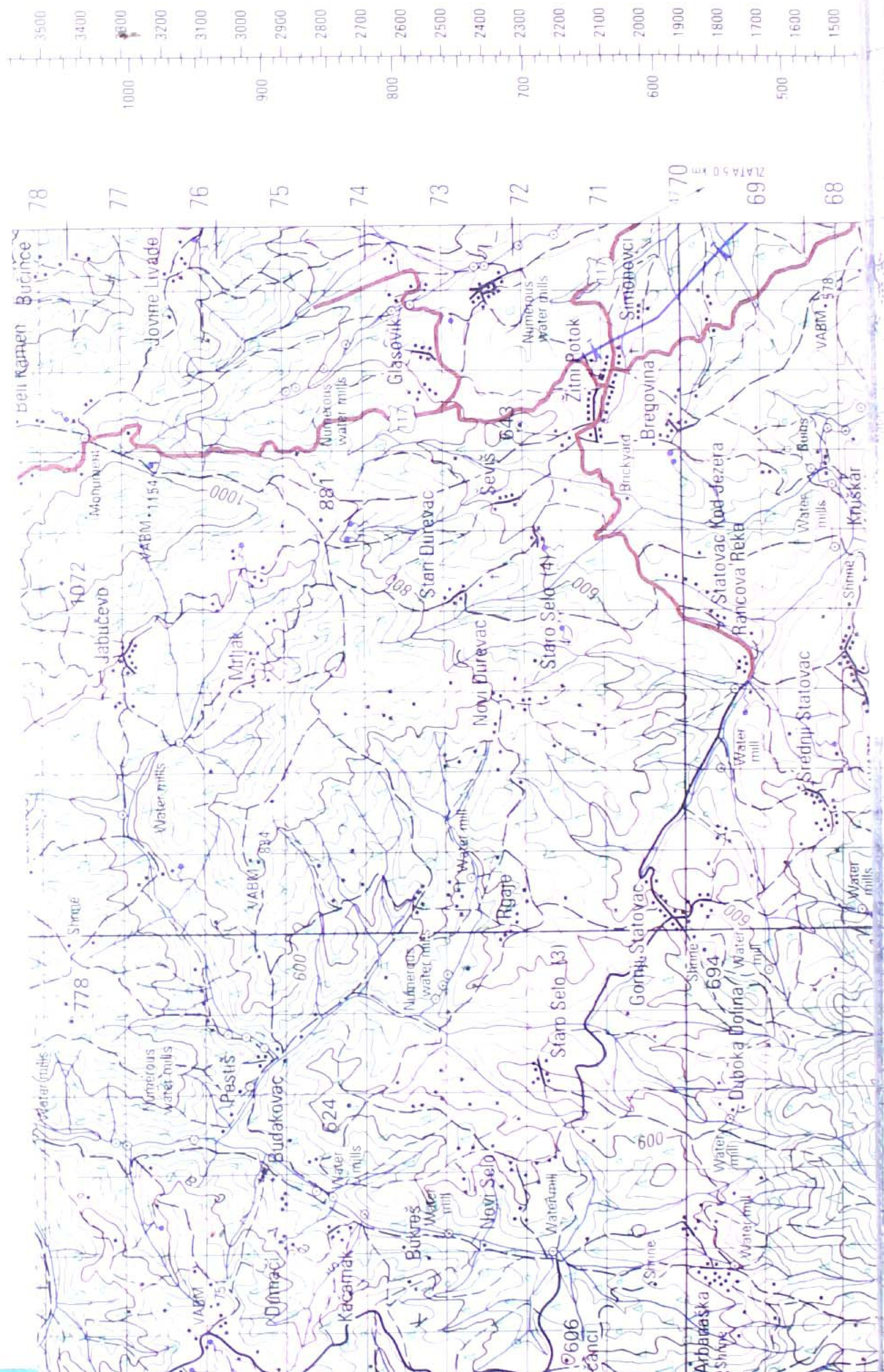
Bučince
Beli Kamen
Jovine Livade
Glasovik
Simonovci
Žitni Potok
Bregovina
Numerous water mills
Stari Đurevac
Novi Đurevac
Jabučevo
Mrljak
Rgaje
Gornji Statovac
Srednji Statovac
Statovac Kod Jezera
Rancova Reka
Kruškar
Duboka Dolina
Staro Selo (3)
Staro Selo (4)
Pestiš
Budakovac
Novi Selo
Kačamak
Arbanaška
Water mills
Shrine
1072
881
778
694
624
606

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com